www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

دِلرُبا

قرۃ العین حیدر

رابعہ بُک ہاؤس انارکلی لاہور

www.urduchannel.in

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر : خورشید شیخ
ادارہ : ماہر بک ہاؤس۔ لاہور
تعداد : گیارہ سو
طبع اول : ۱۹۸۸ء
طابع : آر ڈیکو پرنٹرز لاہور
[redacted]

www.urduchannel.in

باب ۱

پردہ گرنے کے بعد

"رباب ستار پکھاوج سُر سنگھار باج دھیان مان سے گمک تان سے تین گرام سے بجے سب باج ناچو نرت بتاؤ اور اڑاؤ گند ھرو راگ مانی دھانی دھا پا ما گا رے سا دھا کرڑ تک عا دھان تک تھئی دھا کرڑ تک تھئی دھا کرڑ تک تھئی دھا کرڑ تک تھئی"، آخری پرشکوہ کورس کی گونج مدہم پڑ رہی۔ عہدِ وکٹوریہ کے مکینکل اسٹیج کرافٹ سے لیس شاہی دربار میں جمع زرق برق پوشاکوں سے جگمگاتی کاسٹ پر عنابی مخملیں پردہ آہستہ آہستہ گرا۔ باہر آ کر ڈریس سوٹ میں ملبوس پارسی مینجر رستم جی پسٹن جی نے کمپنی کی طرف سے پبلک کا شکریہ ادا کیا اور اگلی رات کا پروگرام اناؤنس کیا۔ چونی والوں کی سیٹیوں اور تالیوں کے شور میں

www.urduchannel.in

ہال برقی قمقموں سے جگمگا اٹھا، عنابی پلش کے ڈریس سرکل میں سے نکل کر شرفائے لکھنؤ زینہ اترنے لگے۔ ایک کونے والے "لیڈیز باکس" میں برقعہ پوشوں نے فوراً پردہ برابر کیا۔ چند منٹ بعد ان میں سے ایک نے باہر جھانکا، ہال خالی ہو چکا تھا، چاروں کا جلوس "باکس" سے برآمد ہوا۔ ان میں سے ایک نے گھبراہٹ میں شٹل کاک برقعہ اس طرح اوڑھ لیا تھا کہ آنکھوں کی سفید جالی سر کے پیچھے تھی چاروں نے اندھا دھند بھاگنا شروع کیا۔ ایک سنسان کوریڈور میں سبز بانات سے منڈھے دروازے پر "پرائیویٹ" کی تختی لگی تھی نیم وا کواڑ سے ٹکرا کر چاروں غڑاپ سے اندر۔

اپنے پرائیویٹ ڈریسنگ روم میں "ملکہ مہر" سنگھار میز کے سامنے بیٹھی نقلی زیورات اتارنے میں مشغول تھی، بلب سے روشن آئینے میں عجب ماجرا نظر آیا۔ ایک نقاب پوش گھیر دار سفید برقعے میں ملفوف فرش پر ڈھیر۔ تین نقاب پوش دہلیز میں موجود۔

"اوئی اللہ" ——— "ملکہ مہر" دہل کے چیخی ——— "کندن" ——— منّو ——— بہروپیئے ——— چور ——— چور" ——— حاضر

www.urduchannel.in

دماغی سے کام لے کر "نادر جنگ" کے قتل کے ارادے والے سین کا مصنوعی خنجر جو سنگھار میز پر رکھا تھا اٹھایا۔

فرش پر پڑی مخلوق برقعے میں الجھی ہاتھ پاؤں چلا کر آزاد ہونے کی کوشش کر رہی تھی "ملکہ مہر" نے کڑک کر پوچھا۔ کون ہے؟

ہم ـــ للّو ـــ برقعے میں سے ایک کمسن آواز آئی۔ میڈم۔ ہم ہیں ـــ للّو جی۔

ہمیں نکالیے ـــ ہمارا دم گھٹا جا رہا ہے" پھر ہاتھ پاؤں مار کر برقعے میں سے ایک پندرہ سالہ صاحبزادے برآمد ہوئے "ملکہ مہر" کو بے اختیار ہنسی آگئی۔ اس نے دروازے پر نظر ڈالی۔ اب بقیہ تینوں کی ہمت بڑھی اور انہوں نے نقاب اُلٹے۔ تینوں کے رنگ فق ان میں سے ایک نے سکول کی کاپیاں ہاتھ میں بڑی احتیاط سے سنبھال رکھی تھیں جہاندیدہ، تجربہ کار تھیٹر والی نے سوچا بھنورے میں پلے شریف زادے ماں باپ سے چھپ کر ناٹک دیکھنے آتے ہیں۔ یہ لکھنؤ ہے۔ یہاں جو بھی نہ ہو کم ہے۔ کسی کی عمر سولہ سترہ سال سے زیادہ نہ تھی۔ اور وہ اس طرح مبہوت کھڑے تھے گویا اپنی آنکھوں پر یقین نہ آتا ہو کہ اتنی مشہور

www.urduchannel.in

ہیروئن کے ڈریسنگ روم میں موجود ہیں۔

"بیٹھ جاؤ —" ہیروئن نے ڈپٹ کر کہا۔ وہ چاروں برقعوں سمیت صوفے پر ایک قطار میں بیٹھ گئے۔ "ملکہ مہر" نے خنجر میز پر رکھ کر اٹراف روزیزا اپنے اوپر چھڑکا۔ اور اطمینان کی سانس لی۔ پھر اسٹول پہ بیٹھ کر پکاری "کندن"

حرامزادی — چھنال — کہاں مر گئی"

لڑکوں نے گھبرا کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ ان کے خوابوں کی ملکہ۔ نیو الفریڈ کمپنی کی چیف ایکٹرلیس، صید ہوس کی نامور اداکار گلنار بائی اٹاوے والی، بھڑ بھو بجنوں؟ اور بھٹیاریوں کی طرح گالیاں دے رہی تھی۔

ایک بڑی تنکل والی عورت کمرے میں گھسی۔ لال لہنگا۔ نیلا شلوکہ۔ ہرا دوپٹہ ناک میں بلاق۔ خاصی بند ریا۔ مسخ، بھٹکا رندہ صورت۔ گلنار بائی اس پہ برس پڑیں — "کلموہی — مال زادی — میں یہاں لٹ جاؤں۔ ڈکیت آ پڑیں۔ ٹھگ آن گھسیں، کھیل ختم ہوا نہیں اور تم سب چرس کا دم لگاتے بیٹھ گئے۔ دروازہ کس نے کھلا چھوڑا — ؟ ارے یہ تو خیر اسکول کے چھوکرے

www.urduchannel.in

نکلے۔ چور بدمعاش اچھّے ہوتے تو ــــ؟ اور منڈ و ہے کے چوکیدار سب انفلوئنزا میں مرگئے کیا ــــ؟ منوا بھسم ہو گیا ــــ؟ اس کی گور میں کیڑے پڑیں۔ ڈھائی گھڑی کی آئے۔ مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو ــــ"

کندن نے جلدی سے بیدمشک پیش کیا۔ اتنے میں ایک دُبلا پتلا گھنگریالے بالوں والا لڑکا جو شکل سے گلنار کا بھائی معلوم ہوتا تھا اندر آیا

"باجی ــــ باجی ــــ کیا ہُوا ــــ؟" اس نے گھبرا کر پوچھا۔

"منوا کے بچے ــــ حرامزادے ــــ بھڑوے ــــ دروازہ تو کھلا چھوڑ گیا تھا ــــ؟

چاروں برقعہ پوش لوبکھلا کر کھڑے ہو گئے یہ جگہ تو بھنگڑ خانہ نکلی۔ اور مس گلنار نکیہائی۔

بیٹھ جائیے۔ آپ لوگ" گلنار نے گرج کر کہا۔ "جانے کہاں ہیں۔ اپنا پتہ نشان بتا کر جائیے پوچھ تاچھ کے لئے کل کلاں آپ کے باوا آکر میرے سر پر سوار ہوئے تو ان کو کیا جواب دوں گی۔" اور اکندنیا ــــ بابا لوگ کے لئے سوڈالیمن "لے ــــ"

www.urduchannel.in

"باجی۔ پنڈت جی کو بلاؤں —؟" منوا نے متعدی سے دریافت کیا۔
وہ لال لال آنکھوں سے برقعہ پوش لڑکیوں کو گھور رہا تھا۔

"بھاگ جا بے — حرام کی اولاد۔"

گلنار نے بالوں کا نقرئی برش اس کی طرف غصے سے پھینکا۔ "دروازے پر بیٹھ جا کر اپنے اسٹول پر۔ کوئی ان بچیوں کو ڈھونڈتا آئے تو مجھے اطلاع کرنا۔"

"بہت اچھا باجی —" منوا سر جھکائے جا کر باہر اپنی ڈیوٹی پر بیٹھ گیا۔

کندن نے نیلے پھولدار گلاسوں میں سوڈا لیمن لڑکیوں کو پیش کیا۔

"باہر جاؤ —" گلنار نے حکم دیا۔

کندن بلاق کے نیچے مسکراتی لہنگا پھڑکاتی گلیارے میں چلی گئی۔ گلنار نے کواڑ بند کر کے اندر سے چٹخنی لگائی

کندن کوریڈور میں نکلی۔ پھسکڑا مار کر منوا کے اسٹول کے قریب فرش پر بیٹھ گئی۔ شلوکے کی جیب سے بیڑی کا بنڈل نکالا، ایک خود سلگائی، دوسری منوا کو دی۔ پھر گلے میں لٹکے چاندی کے خلال سے دانت کریدتے ہوئے بولی
"اب بہت ننھے منے مرتے پھنسے ہیں۔ کسی کی مونچھوں کا کونڈا بھی نہیں نہیں۔ ہوا اب

www.urduchannel.in

" آپا تم ذرا باہر جاؤ - ابھی بلاتی ہوں ۔" گلنار نے کہا۔ عجوزہ نامعقول یہ سنتے ہی فوراً غائب ہو گئی۔ گلنار اپنے زیور اتارتی گئی اور لڑکوں سے مخاطب ہوئی۔

" اب فرمائیے۔ آپ کا اسم شریف ۔ ؟

اس نے سب سے بڑے لڑکے سے پوچھا جس نے وقار کے ساتھ جواب دیا۔

" بندے کو برج بہاری لعل ماتھر کہتے ہیں "

" ببّو ۔ ببّو کہلاتے ہیں " بیوقوف للّو نے فوراً کرکری کر دی۔ اور بولے ۔ ہم گھنشام داس رستوگی عرف للّو ۔ اور یہ ننھے ۔ اور یہ ہمارے شجو بھیّا ۔"

" سید شجاعت حسین تعلقدار کریم پور ضلع ہردوئی " ببّو نے سلسلہ تعارف دوبارہ اپنے ہاتھ میں لے کر متانت سے کہا۔

گلنار فوراً تاڑ گئی۔ یہ بھولے بھالے شجو میاں باپ کی جوانمرگی کی وجہ سے تعلقدار ہو چکے ہیں۔ یہ تینوں ان کے مصاحبین ہیں۔

" آپ کے قانونی سرپرست کون ہیں ؟" گلنار نے شجو سے دریافت

www.urduchannel.in

ملگ۔ نخلئو کے نا یا تِل نوابزادے ـــــ بڑھتے اوڑھ کر گلّو سے ملنے آئے

ـــــ کھی کھی کھی ـــــ قہ ـــــ قہ ـــــ قہ۔

ڈارئینگ روم کے اندر گلنار بائی عرف گلّو جان کو دروازے کی چٹخنی لگاتے دیکھ کر وہ چاروں لڑکے بالکل حواس باختہ ہو چکے تھے ـــــ بار بار دل میں کہہ رہے تھے۔ بُرے پھنسے۔ بہت بُرے پھنسے۔ اور سب اپنے اپنے بزرگوں کے ہاتھوں بید سے پٹنے کا تصوّر کرنے میں کھوئے بیٹھے تھے۔

اتنے میں ایک جادوگرنی نما ادھیڑ عورت اندرونی دروازے سے کمرے میں آئی۔

"اب یہ بڑھیا ہمیں مکھیاں یا بکرے بنا دے گی" ان میں ایک نے اپنے ساتھی کے کان میں کہا۔

جادوگرنی گلنار بائی اور منوا کی ہمشکل تھی۔ گھنگریالے کھچڑی بال بڑی بڑی آم کی پھانکوں جیسی آنکھوں میں کاجل۔ ناک میں ہیرے کی لونگ۔ دائیں یا تو وہ تعویز چھینٹ کی اُٹنگی ساری۔ پاؤں میں سلیپر۔ عجب قطع تھی۔ اس نے چیل کی سی نظروں سے لڑکوں کو گھورا۔ اور بولی "اس منوا کے بچے کو تو پلیسے پر رکھ کر مار دوں۔"

www.urduchannel.in

کیا۔

شبّو نے سراسیمہ امداد طلب نظروں سے ببّو جی کو دیکھا۔

"ماموں ۔۔۔ سیّد رفافت حسین" بیرسٹر تعلقدار بارہ بنکی۔ آج کل چھپّا مل والوں کے مقدمے کے لئے دلّی گئے ہوئے ہیں" ببّو جی نے بتایا۔

"اوہو ۔۔۔ بیرسٹر صاحب کا تو ہم نے نام سنا ہے۔ اخبار میں فوٹو بھی دیکھے ہیں۔ اچھا تو وہ شہر میں موجود نہیں۔ اسی لئے آپ لوگ ناٹک دیکھنے چلے آئے۔ یہ برقعے اوڑھنے کی ترکیب کس نے سجھائی ۔۔۔؟" گلنار نے دفعتاً ہنس کر خوش خلقی سے پوچھا۔

"ہم نے رازِ عشق در خفیہ پولیس عرف گنجینہ سراغرسانی کتاب میں پڑھا تھا" للّو جی نے ارشاد کیا۔

"اور آپ کے والد ۔۔۔؟" گلنار نے ببّو جی سے پوچھا جو چاروں لڑکوں میں سب سے تیز فہم اور ہوشیار معلوم ہوتے تھے۔

"ہمارے والد ۔۔۔ مسٹر کنج بہاری لعل ماتھر۔ بیرسٹر ایٹ لاء"

ماشاءاللہ۔ اور آپ ۔۔۔؟ تیسرے لڑکے سے پوچھا۔ وہ گھبرایا ہوا چپ بیٹھا رہا۔ ببّو نے پھر کہا" ان کا نام ننھے ہے۔ ان کے فادر شیخ رشید احم

www.urduchannel.in

اودھ پنچ اخبار میں کام کرتے ہیں۔"

"یہ ؟"

اس نے للّو کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

بتّو جی نے جواب دیا: "للّو کے نا در رفاقت حسین چاچا کے رشتو گی ہیں۔"

گلنار نے سوالیہ نگاہوں سے بتّو کو دیکھا۔ وہ لکھنؤ پہلی مرتبہ آئی تھی۔

"ہمارے پتا جی جو ہیں — للّو نے بڑے وقار کے ساتھ تشریح کی وہ رفاقت حسین صاحب کے علاقے کے مینیجر ہیں گے"۔

"اسکول جاتے ہو۔ ؟"

"جی ہاں" بتّو بولے۔ "ہم لا مارٹینیز میں ہیں۔ شنجو کا لون تعلقدارنہ اسکول میں۔ للّو اور ننھے امیر الدولہ جاتے ہیں۔"

گلنار نے دوبارہ للّو اور ننھے پر نظر ڈالی۔ دونوں مسکین سے بچے شجّو میاں اور بتّو جی سے کم حیثیت معلوم ہوتے تھے۔

"یہاں کیسے آئے ؟"

www.urduchannel.in

"گھر کی بگھی ہے۔" للّو جی نے جواب دیا۔

نہیں۔ میرا مطلب ہے اسٹیج کے پیچھے کیسے آنکلے؟" گلنار نے پاندان اپنی طرف سرکا کر پوچھا۔

باہر جانے کے لئے خفیہ رستہ ڈھونڈ رہے تھے۔ سراغرسانی کی کتاب میں پڑھا تھا" للّو جی نے فرمایا۔

"ہم امی جان کی اجازت سے آئے ہیں۔" شبّو نے جی کڑا کر کے پہلی بار بات کی۔ "بر قعے اس لئے اوڑھے کہ یہاں ہمارے ماموں میاں یا ابّا اور چاچا کا کوئی جان پہچان والا نہ دیکھ لے۔ اور ہمیں گھر لے جانے کے لئے ہمارے آدمی آویں گے۔ وہ ہمیں ڈھونڈتے ہوں گے اجازت دے دیجئے۔"

گلنار کو اب لطف آرہا تھا۔ کہنے لگی۔ بیٹھو میاں۔ گھبراؤ نہیں میں نے کہہ دیا ہے۔ تمہارے آدمی سیدھے یہاں پہنچا دئے جائیں گے۔ پان کھاتے ہو؟"

انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"سگریٹ تو پینا نہیں شروع کیا۔ ۔ مت پینا بری عادت ہوتی

www.urduchannel.in

ہے۔"

لڑکے حیران و پریشان، گلنار بائی کی صورت دیکھا کیے۔ یہی بی صاحب چند منٹ پہلے اپنے لواحقین کو گالی کوسنوں سے نوازتی کتنی بازاری اور لچر معلوم ہو رہی تھیں۔ پل کی پل میں دوسرا ماسک پہن لیا۔ خوش اخلاق مہذب۔ شفیق ان کی عمر لڑکوں کو ابھی تجربہ نہ ہوا تھا کہ انسان کی شخصیت کے کتنے پہلو ہوتے ہیں۔ ایک آدمی کے اندر کتنی مختلف اور متضاد ہستیاں چھپی رہتی ہیں اور بعض لوگ موقع و محل کے لحاظ کسی طرح اپنا رنگ بدلتے ہیں۔ اور گلنار بائی کی اصلیت کیا تھی ــــ؟ بازاری یا شریف ــــ؟ غالباً دونوں ــــ اور یہ بات شاید خود اسے معلوم نہ تھی۔

بڑی نفاست سے پان کی گلوریاں بناتے بناتے اس کی نظر ان کا پوئیں پر پڑی۔ جو للو احتیاط سے سنبھالے بیٹھے تھے۔ اس نے دریافت کیا "اسکول سے سیدھے یہاں آ رہے ہو۔"

"جی نہیں۔ ہم اور شجو بھیا جو مکالمے اور گانے اچھے لگتے ہیں۔ ان کو لکھ لیتے ہیں۔"

للو نے جواب دیا۔ اور سنگھار میز پر رکھے مصنوعی خنجر کو بڑی عقیدت

www.urduchannel.in

سے دیکھا جو گلنار نے فوراً اٹھا کر انہیں دیدیا۔

للّو اور شبّو بڑے انہماک سے اسے چھو چھو کر دیکھتے رہے۔

"ارے چھری اچھی چھری دے سکا ہے گر تو سا تھ ہے ــــ میں بھی عورت ذات ہوں اور تو بھی عورت ذات ہے"۔ شبّو نے دھرایا۔ پھر فوراً جھینپ گئے۔

"سبحان اللہ۔ خوب حافظہ پایا ہے" گلنار نے تعریف کی، "تھیٹر میں کام کرنے کو جی چاہتا ہے۔

"جی ہاں"

"ناممکن۔ غلط بات ہے" بتّو نے جو عمر میں سب سے بڑے ہونے کی وجہ سے اس وقت خود کو ان احمق چھوکروں کا گارجین سمجھ رہے تھے جھنجھلا کر کہا۔

گلنار ذرا برا مان گئی "کیوں۔ بنگال میں بڑے بڑے رئیس زادے ناٹک میں کام کرتے ہیں۔" اس نے کہا۔

"بنگال کی بات بنگالی بابو جانیں۔ ہمیں ان سے کیا غرض" بتّو نے جواب دیا۔

www.urduchannel.in

آپ کی طرف کے بھی ایک بہت بڑے زمیندار ہیں۔ حافظ عبداللہ انہوں نے اپنی کمپنی قائم کی ہے۔ خود ایکٹنگ کرتے ہیں۔ اور کتنے شریف زادوں کے نام گنا دوں؟"

جی ہاں۔ ان کے ماما کو یہی تو فکر ہے کہ یہ حضرت بھی اسی رنگ میں نہ رنگ جاویں۔"

گلنار کی ہمت افزائی کی وجہ سے شیخو اب خود کو بہت دلیر محسوس کر رہے تھے۔ انہوں نے بوجی کو نظر انداز کر کے ایکٹرس سے کہا۔

"ہم تو آغا صاحب کے سارے ناٹک پہلے کتاب میں پڑھ لیتے ہیں۔" صید ہوس" کا تو ہمیں ایک پورا سین زبانی یاد ہے سنیئے گا۔"

"ضرور۔ ضرور۔" وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر اطمینان سے بیٹھ گئی۔

شیخو میاں اٹھے۔ کھنکارے۔ اور ہاتھ لہرا کر آغاز کیا" جب قید خانے میں بچہ شہزادہ کہتا ہے ـــ نہیں ـــ نہیں۔ قزل مجھے بند مت کرو۔ نہیں۔ میں شور نہیں کروں گا۔ بھیڑ کی طرح بیٹھا رہوں گا۔ قزل بولا۔ خاموش۔ شہزادہ قیصر بولا ـــ میں ہلوں گا بھی نہیں غریب گائے کی طرح

www.urduchannel.in

ہوتا ہے۔ بیٹو نے دو پلی ٹوپی اور انگرکھے والے بزرگ کا تعارف گلنار سے کرایا ——— میر ناصر رضا صفوی۔"

گلنار نے جھک کر تسلیم عرض کی۔

مرزا عباس قلی بیگ قزلباش ایرانی ٹوپی والے کا نام تھا۔ گلنار کورنش بجالائی۔

مرزا عباس قلی بیگ قزلباش۔

میر ناصر رضا صفوی۔ کیا شاندار شاہانہ نام تھے۔ مگر وہ دونوں وہاں پان مسکین۔ رنجیدہ صورت خستہ حال۔

" اور بائی صاحب ہمارے القاب بھی سن لیجیے۔ مرزا گڑگڑی اور اور میر حقہ۔"

ایرانی ٹوپی والے نے کہا۔ گلنار کھکھلا کر ہنس پڑی۔ ذرا بے تکلفی کا ماحول [illegible] ہوگیا۔ [illegible] سمیت تمام حاضرین محفل کو علم نہ تھا کہ مرزا عباس قلی بیگ۔ عرف مرزا اگر گڑگڑی اور میر ناصر رضا صفوی عرف میر حقہ دونوں صاحبان ایران و ہند کے بالکل آغا حشر کی سی گھن گرج والے ماضی کی بچی کھچی المناک یادگاریں ہیں۔ گلنار بائی جو اپنے طبقے اور اپنے ماحول

www.urduchannel.in

کے لحاظ سے بہت ذہین اور حساس لڑکی تھی کبھی کبھی سوچا کرتی تھی کہ تھیٹر ہال یا منڈوے کی اسٹیج تو جنتری ہے —

جس میں مشینوں کے ذریعے پریاں اوپر سے اتاری جاتی ہیں۔ برقی روشنی طرح طرح کے تاثر پیدا کرتی ہے۔ رنگ برنگی شاہی پوشاکوں سے طلسم باندھا جاتا ہے مگر دنیا کا منڈوا اس سے زیادہ حیرت انگیز ہے۔ انگریزی داں پارسی ایکٹر ماسٹر بہرام فیروز نے ایک مرتبہ اسے بتایا تھا کہ ولایت والا شیکسپیر جس کے ڈراموں کے اردو چربے ہم لوگ پیش کرتے ہیں یہی بات بہت پہلے کہہ گیا ہے۔

گلنار بائی، ماسٹر فیروز، لیٹن جی، کے ہزاروں شائقین اور تماشائی سارا ہندوستان جنت نشان) اردو پارسی تھیٹر کی مانند ایک (ANACHRONISTIC) تماشائی تھا اور زمان و مکان کی قیود سے آزاد۔ جس طرح پارسی اسٹیج پر ہر ٹیلیپنڈرتل و منیتی، اور چندراولی کی غزلیں اور رستم و سہراب شیریں و فرہاد ہندی بھجن گاتے تھے۔ وہ چنگیز خان ہیں جنگ بدالنساء کا ذکر ہوتا تھا اور عرب و عجم "و ہند قدیم" کے مسخرے کردار کھڑے رہتے ... کی مقبول دھنوں پہ باندھی جاتی چیزیں الاپا کرتے ...

www.urduchannel.in

شور بھی نہیں کروں گا۔ اور لوہے کی طرف غصّے سے بھی نہ دیکھوں گا۔ تم جو دُکھ دو گے۔ معاف کر دوں گا ـــــــ۔ پھر بولا ـــــــ" دیکھو میری بے گناہ آنکھوں کو روتا دیکھ کر لوہا بھی فوراً ٹھنڈا ہو گیا۔ قزل بولا ـــــ" میں اسے پھر گرم کروں گا۔"

کمسن شہزادے کی لٹھ بجڑی یاد کر کے شجو، للّو ننھّے تینوں بہت ملول ہو گئے۔ گلنار بڑی انسیت سے ان کے بھولے چہروں کے تاثرات دیکھا کی اسے ایسے سیدھے سادے بے غرض مداحوں سے آج تک سابقہ نہ پڑا تھا۔

دروازے پر دستک۔ اس نے اٹھ کر چٹخنی کھولی۔ مسٹر رستم جی لپٹن جی مینجر نیو الفریڈ تھیٹریکل کمپنی کی طویل ناک ظاہر ہوئی۔ پھر پورا چہرہ۔ پھر خود۔ ان کے پیچھے پیچھے ایک ایرانی ٹوپی۔ کھچڑی مونچھیں۔ ٹوٹی کمانی کی عینک سیاہ شیروانی۔ دوسری دوپلی ٹوپی سفید مونچھیں۔ دھاگے سے بندھی عینک سفید انگرکھا۔ دائیں ہاتھ پر لپٹی تسبیح عقیق۔ انگلیوں میں فیروزے کی نقرئی انگوٹھیاں۔ گلنار نے دونوں حضرات کو بڑی دلچسپی سے دیکھی۔ واقعی لکھنؤ کو جیسا سنتے تھے ویسا ہی پایا۔ ایک سے ایک رنگا رنگ افسانوی کیریکٹر۔

www.urduchannel.in

"بینگ راجہ صاحب آف کریم پور کا اے۔ ڈی۔ سی۔" پستن جی نے
مرعوب آواز میں گلنار کو مطلع کیا۔" ان کو گھر لے جانا مانگتا۔"
اس اثنا میں جادوگرنی نما بڑھیا کمرے میں آکر مونڈھے پر بیٹھ چکی تھی۔
راجہ صاحب کریم پور" کا نام سنتے ہی مارے ادب کے اُٹھ کھڑی ہوئی۔
وہ زمانہ گذرے زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا جب وہ خود اور اس کی بہنیں
بھانجیاں نوابوں کے سامنے کھڑے گا تا سناتی تھیں۔ انہیں بیٹھنے
کی اجازت نہ تھی۔ گلنار بھی متاثر نظر آئی۔ تو یہ شجو میاں چھوٹے موٹے
زمیندار نہ تھے۔ باقاعدہ راجہ صاحب تھے۔ اس خاندان کے مردوں سے راہ
ورسم پیدا کرنا ضروری ہے۔
دونوں اے۔ ڈی۔ سی" کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ایرانی ٹوپی والے
نے بڑی بی پر نظر ڈال کر دیتی ٹوپی والے ساتھی سے سرگوشی کی "اوہو۔ یہ تو گلنار
بائی کی والدہ ہیں۔ گلزار بائی۔ یہ بھی اپنے زمانے کی نامی ایکٹرس تھیں ہم
ان کے ناٹک دیکھ چکے ہیں۔ یہ بہت قدیم ہیں۔"
گلنار نے پان کی نقرئی تھالی پیش کی کمرے میں مودب خاموشی طاری تھی۔
بٹنو جی نے سوچا۔ یہ اے ڈی۔ سی کی ایک ہی رہی۔ یہ لطیفہ میر حقہ کا معلوم

www.urduchannel.in

مزاج زماں و مکاں کی قیود سے بے نیاز و آزاد ہر تفریح سے لطف اندوز ہونے کے لئے تیار تھا۔ قدیم سنسکرت رنگ بھوم کے قوانین مسخروں کے ذیلی پلاٹ، نوٹنکی کے مانند گانوں کی فراوانی، ایران و توران کے EPICS کی شان و شوکت STYLISED اداکاری اور وکٹورین میلوڈرامہ کا یہ معجون مرکب جو اردو تھیٹر کہلاتا تھا۔ پچھلے ساٹھ ستر برس سے کولونیل ہندوستان کے خواص و عوام کا محبوب ترین سرمایہ تفریح تھا۔ اور اسی اردو پارسی تھیٹر کے سارے لوازم اور خصوصیات آج کے پچاس سال بعد تک کی ہندوستانی فلم انڈسٹری میں اسی طرح دائم و قائم رہنے والی تھیں کیونکہ ہندوستان زماں و مکاں کی قیود سے آزاد تھا۔

آج، اس وقت، گلابی جاڑوں کی اس خوش گوار رات رستم و سہراب کی ذرا مضحکہ خیز ٹریجک نسلی یادگار بے چارے گجراتی پارسی رستم جی لیپٹلج جی جو جام جمشید کی تلچھٹ کی بھی تلچھٹ کی ایک بوند تھے، جب بے چارے شیجو کو بڑے شیکسپیرین انداز میں "گڈ نائٹ نیک پرنس" کہہ کر باہر گئے تو فیوڈل عیش پرستی کی یادگار گلزار بانو نے دل میں سوچا ـــــ لکھنؤ میں دوسری ہی رات ایک نوابی خاندان سے ٹکّو کی ملاقات ـــــ نیک شگون ہے۔

www.urduchannel.in

انہوں نے بیٹی کا نقلی تاج بازو بند اور چندن ہار سمیٹ کر الماری کا پردہ سرکاری۔ اس میں نقلی تلواروں کا ڈھیر کونے میں رکھا تھا۔ لڑکے بڑی دلچسپی سے انہیں دیکھنے لگے۔

بھتیا اب گھر چلیے۔" میر حقہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ان کے اٹھتے ہی سب فوراً کھڑے ہو گئے۔ گلنار و گلنار سمجھ گئیں ــــ شجو میاں کے ذاتی عملے کی اہم ترین ہستی یہی ہیں۔

"یہ تلوار تو ماسٹر اختر آفندی چلا رہے تھے۔"

شجو ایک تلوار تبرک کے مانند چھو کر بولے۔ "نمبر صاحب۔" گلنار نے میر حقہ سے کہا۔

"اگر مناسب سمجھیں تو صاحب زادے کو تھوڑی دیر کے لئے کل تیسرے پہر ہمارے ہوٹل لے آئیے۔

انہیں ماسٹر اختر آفندی اور ماسٹر بہرام فیروز دونوں سے ملوا دیں گے۔"

آختر آفندی اور بہرام فیروز ــــ؟

لڑکوں نے خوشی سے اچھل کر دہرایا۔

www.urduchannel.in

پام کورٹ ہوٹل

امین آباد کی ایک معقول مہمان سرائے تھی جس میں بیرونجات کے شرفا، اور وہ متموّل قدامت پسند ہندوستانی جنٹلمین جو برلنگٹن میں انگریزوں کی موجودگی سے گھبراتے تھے آکر ٹھہرا کرتے تھے۔ کشادہ، ہوا دار کمرے جن کے فرش پر چینی کے گملوں میں پام کے سرسبز پودے۔ مرغن لکھنوی کھانا۔ نیو الفریڈ کا تھیٹر اسٹاف یہاں مقیم تھا۔ اس وقت سب گلنار کے کمرے میں جمع تھے۔ سنگ مرمر کی وسطی میز پر نیلے بلوری گلدان میں گلاب کے پھول مہک رہے تھے۔ ایک گوشے میں پیڈل سے چلانے والا فولڈنگ ہارمونیم رکھا تھا۔ ایک

www.urduchannel.in

طرف چاندنی بچھی تھی جس پہ گلنار بائی کے بیٹے اور گلنار کے یار درخورد
منہ عطا محمد پیٹی ماسٹر کے ساتھ بیٹھے پیالیوں سے طشتریوں میں انڈیل
کر چائے نوش کر رہے تھے۔ منشی افسوس رجو مکالمے یاد کرواتے تھے،
دیوار سے ٹیک لگائے طبع نو لکشور کا تازہ ترین ناول "چابک
سوار معشوقہ" پڑھنے میں محو تھے۔ سفید تنگ پائجامے کرتے دوپٹے
میں ملبوس گلنار مسہری پہ پاؤں لٹکائے بیٹھی کروشیا بن رہی تھی اور
گھریلو لڑکی معلوم ہو رہی تھی۔ ایسی شریف صورت لڑکی اتنی بیہودہ گالیاں
بھی بکتی ہے چاروں لڑکوں نے ایک بار پھر تعجب سے سوچا۔

ماسٹر اختر آفندی بید کی کرسی پہ ترچھے لیٹے بیڑی پی رہے
تھے۔ ان کے نزدیک بیٹھے مرزا اگڑ گڑی نے منشی افسوس سے بڑی
جانکاری کے لہجے میں دریافت کیا۔ "آغا صاحب کمپنی کے ساتھ تشریف
نہیں لائے۔"

منشی افسوس نے کان کی لو چھوئی اور جواب دیا "جی نہیں۔ آجکل
کلکتے میں تشریف رکھتے ہیں۔"

مرزا گڑگڑی دوسری طرف متوجہ ہوئے چاروں لڑکے مع میر

www.urduchannel.in

حقّہ چاندنی پر بیٹھے گلزار بائی کی لچھے دار گفتگو سننے میں مصروف تھے۔ گلزار بائی کی شخصیت بھی آج بالکل مختلف معلوم ہو رہی تھی۔ کل جادوگرنی لگ رہی تھیں۔ آج انہوں نے سفید چوڑی دار پائجامہ ڈورئیے کا کرتا اس پر مخملیں صدری، ہلکا آبی دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔ جھاڑ جھنکاڑ بال بھی قاعدے سے سمیٹے تھے۔ تعویذ بازو سے اتار کر چوٹی میں لٹکا لیئے تھے۔ جوہے دتیاں ہیکل اور بالی پتے پہنے بالکل گلابو شتابو بنی بیٹھی تھیں۔ چاء کی کشتیاں اور کیک پسیڑی دال موٹھ سموسے اور بنگالی مٹھائی کی پلیٹیں چاروں طرف بکھری ہوئی تھیں ایک پسیڑی منہ میں ڈال کر جبڑے چلاتی رہیں۔ "اے بیٹا ہم تو اٹاوے کے ڈیرے دار ہیں۔" انہوں نے اس انداز سے کہا گویا اٹاوے کی صوبیدار ہیں۔ پھر دال موٹھ پھانکی۔ بہت چٹوپ تھیں اور مستقل کھا رہی تھیں۔

گانا رتنے کرونشیا سے پیٹی کوٹ کی چوڑی لیس بنتے بنتے نگاہ اٹھا کر حاضرین جلسہ کو دیکھا۔ اسے میر حقّہ پسند نہیں آئے تھے اکھل کھرے جل ککڑ باتیں کرنے والے، بگڑے دل۔ جانے کون سا تخت د

www.urduchannel.in

تاج چھوڑ کر آتے ہیں جو یہ دماغ ہیں، مرزا گرگڑ گرگڑی البتہ دل چلے شوقین مزاج آدمی تھے۔ اب وہ گلنار بائی سے کہہ رہے تھے۔

"بی صاحب ہم نے تو سن اٹھارہ سے پچانوے میں آپ کا ناٹک نل ودمن دیکھا تھا۔ اسی لکھنؤ کے اندر۔"

بائی صاحب کو اپنا اس طرح DATED ہونا پسند نہ آیا۔ ذرا توقف کے بعد جواب دیا۔

"میں تو بارہ سال کی عمر میں وکٹوریہ ناٹک کمپنی کی ہیروئن بن گئی تھی۔ خورشید بالی والا کے ساتھ کام کر چکی ہوں۔"

خورشید بالی والا کے نام پر ماسٹر اختر آفندی نے اپنے کان کی لو چھوئی۔

پھر اپنی طرف کی لائٹ آف انڈیا تھیٹر کمپنی میں کام کیا۔

وہی آگرے والی کمپنی۔ جس کے منیجر حافظ عبداللہ تھے؟" مرزا گرگڑ گرگڑی نے پوچھا۔ ان کی معلومات قابل رشک تھیں۔

ان حضرت نے کلام پاک حفظ کرنے کے بعد اچھا کام کیا۔" میر حقہ بڑ بڑائے۔

www.urduchannel.in

"سارے انڈیا کا دورہ کر چکی ہوں۔ رنگون تلک ہو آئی ہے" گلزار

بائی کہتی رہیں۔

"آپ کا وہ گانا ــــــ جب وہ مینتی جنگل میں گاتی ہے ــــــ

آہاہا ــــــ ہمیں اب تلک یاد ہے۔ ہم کا چھاڑ چلے ہمارا جیہ ایسے اجاڑ

بن میں ـــ"

مرزا گڑگڑی نے سر ہلایا۔

گلزار بائی نے ابرو سے بیٹی ماسٹر کو اشارہ کیا۔ وہ ہارمونیم پر تیز

تیز انگلیاں چلانے لگے۔ مثر تے بایاں ہتھوڑی سے ٹھونکنا شروع کیا۔

گلزار بائی نے بیٹے سے کہا "تال پٹنہ ــ" پھر سامعین کو مخاطب کیا "نل

دومن کی ایک غزل پیش خدمت ہے"۔

اب انہوں نے ایک کان پر ہاتھ رکھ کر گانا شروع کیا ؎

ارے ہجر کی آگ سے گھر دل کا مرے

خاک ہوا ــــــ ایسا بے لاگ جلا لگ گئی آ کے مجھے عشق صنم

کی جو ہوا ــــــ کیا لگے کوئی دوا ـــ

مرزا گڑگڑی نے ہر شعر پہ جھوم جھوم کر داد دی۔ گانے کے بعد

www.urduchannel.in

گلزار بائی نے کہا ــــ

" پنڈت جی ــــ طالب بنارسی "

منشی افسوس نے پھر دائیں کان کی لو چھوئی۔

ببّو جی نے پوچھا "آپ کی والدہ بھی ایکٹرلیس تھیں۔

نہیں میرے لعل ــــ میں تو بہو کی اولاد ہوں"

" جی ــــ ؟

للّو جی نے تشریح چاہی۔

اماں ہماری ــــ اللہ کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ سات پردوں میں رہتی تھیں واجی مشہور گائیکہ تھیں غدر سے پہلے تو ڈھاکے تلک بلوائی گئی تھیں۔ وہاں انھوں نے بلبل بیمار میں کام کیا۔

سو پشت سے ہے پیشہ ــــ" میر حفظ بولے۔ گلزار بائی نے جو چائے کے بجائے وہسکی نوش جان کر رہی تھیں ایک گلاس میر صاحب کو پیش کیا۔

انھوں نے تنگ کر کہا " بی گلزار صاحب ہم نے تو آج تک اس شئے کو ہاتھ نہیں لگایا "

www.urduchannel.in

"نہیں لگا یا تو برا کیا ــــــ" وہ دوبارہ نوجوانوں کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"آپ کی خلد آشیانی جنت مکانی عصمت مآب مادر گرامی ہمیشہ پس پردہ چراغ خانہ رہیں ــ؟"

بتو جی نے دریافت کیا۔ کالیستھ بیچے تھے۔

اے بٹیا ہماری برادری کا یہی قانون ہے۔ہماری بہو بیٹیں پردے میں رہیں ہیں، ہم تو اصل نسل ڈیرے دار ہیں، سنا ہے ہماری سگڑ دادی میراں پور کرے کی لڑائی پر گئی تھیں"

لڑکوں نے تعجب سے انہیں دیکھا۔

"اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے آپ کی سگڑ دادی جنگ میراں پور کرہ میں کام آئی تھیں ؟ کس کی طرف سے ؟" میر جعفر نے تجاہل عارفانہ سے استفسار کیا" وارن ہسٹنگز ؟

شجاع الدولہ ــــ؟ حافظ رحمت خان ــ؟"

گلزار بائی نے اب انہیں نظر انداز کر دیا۔ لڑکوں سے مخاطب رہیں

"میاں ہمارے ڈیرے چلتے تھے نوابوں کے لشکر کے ساتھ میدان

www.urduchannel.in

جنگ میں نواب کا لعل خیمہ، جرنیلوں امیروں وزیروں کے خیمے ——

پھر ہمارے"

شجو نے معصومیت سے دریافت کیا:

"تو آپ لوگ جنگ میں جا کر لڑتی تھیں؟"

ان سے مشیر خاص بتوجی نے کان میں کہا۔

"اماں گھاس کھا گئے ہو۔ چپ رہو۔ ابھی جرمن کی لڑائی سے ہمارے

ڈاکٹر جیجا جی لوٹے ہیں۔ وہ پاپا کو بتا رہے تھے کہ ولایت میں CAMP

FOLLOWERS ہوتی ہیں۔"

"میم لوگ بھی —— ہیٹریا ہوت ہیں۔" للو زور سے بول پڑے

اسی وقت ماسٹر فیروز کمرے میں داخل ہوئے۔ سفید برجس اور دھاری

دار کوٹ۔ گلے میں سرخ رومال —— گل مچھے۔ سرخ آنکھیں۔ بہرام فیروز

بڑی گھن گرج والے رول ادا کرتے تھے مگر اصلیت میں ان کا لہجہ اور

انداز گفتگو انتہائی پارسی تھا۔ لڑکوں نے حیرت سے ان کی اڈتنگ بڑنگ

ہمایا آہر دوستی۔ چند منٹ بعد باہر چلے گئے۔ منشی افسوس نے مرتا کرتا

گرتی کہہ بنایا۔ پہلے یہ بے نظیر مون لائٹ اف انڈیا تھیٹر کمپنی میں بھی

www.urduchannel.in

تھے۔"

ہم بنائیں گے یہ تدبیر سنلائیٹ سوپ آف انڈیا لمیٹڈ کمپنی۔ میر جعفر نے سوچا۔ اور دونوں تو بیٹھے منظر کا مطالعہ کیا کیے۔ میرزا ناصر رضا صفوی کی قسمت میں منشی گیری لکھی تھی ورنہ اودھ پنچ کے کالم نویس ہوتے ہیں۔ میر صفوی اور مرزا قزلباش عزت گڑگڑی دونوں بیرسٹر رفاقت حسین کے کلرک تھے۔

"ارے صاحب۔ ہم تو آپ کے ناچ کی تعریف ننوا بچھا سے سن چکے ہیں" مرزا گڑگڑی نے اب گلنار سے خطاب کیا۔ ننوا بچھا کے نام پر دونوں ماں بیٹیوں نے اپنے کانوں کی لویں چھوئیں۔ گلزار بانی سموسے کی پلیٹیں صاف کرنے میں جٹ گئیں۔ کمرے میں دفعتاً خاموشی چھا گئی۔ ماسٹر اختر آفندی نے جو بے حد کم سخن تھے ایک اور بیڑی سلگائی۔ گلنار نے مسہری کے پاس میز پر پڑا ایک پرانا پلیئر اخبار اٹھایا۔ شبو کو اشارے سے بلا کر بچکی چھپی ... ... ایک تصویر دکھائی "یہ تمہارے ماموں کا فوٹو ہے نا؟"

"جی ہاں۔"

www.urduchannel.in

"پڑھ کر بتاؤ کیا لکھا ہے۔"

"ماموں میاں نے یہاں ایک جلسے میں تقریر کی تھی۔ اس کا ذکر ہے۔"

"تم ان سے بہت ڈرتے تھے؟"

"جی ہاں"

"اور ممانی ــ؟"

"وہ نرم مزاج ہیں؟"

"ممانی ــــ؟"

وہ تو اسکول میں پڑھ رہی ہیں۔"

اسکول میں؟"

"جی ہاں۔ مولوی صاحب کا۔ مولوی کرامت حسین کا مدرسہ۔ وہ ہمارے نانا کے دوست تھے ــــ ابھی ماموں سے ان کا بیاہ کہاں ہوا ہے بس منگنی ہو گئی ہے آٹھویں کلاس میں پڑھتی ہیں۔"

"اور تم ــ؟"

"ہم ساتویں میں ــ ذرا جھینپے۔"

www.urduchannel.in

یکلخت گلنار اٹھ کر برآمدے میں چلی گئی اور چق کی اوٹ سے امین آباد کی رونق دیکھنے میں محو ہو گئی۔ کمرے میں محفل جمی رہی۔ گلزار بائی کو عرصہ دراز کے بعد ایک ٹوٹے پھوٹے FAN میسر آتے تھے انہوں نے مرزا اکڑ گرڑی سے دریافت کیا "مرزا صاحب اور خدمت کروں — ؟ تل ودمن کی ایک اور غزل سنیئے گا — ؟"

سازندوں نے فوراً اپنی اپنی جگہ سنبھالی۔ گلزار بائی نے بڑی دلدوز آواز میں شروع کیا ۔

ڈھونڈا اسے کہاں کہاں اسکا کہیں پتہ نہیں
آئے گئے یہاں وہاں ہاتے وہ گل ملا نہیں

گلنار کی جھلک دیکھ کر ہوٹل کے نیچے بھیڑ اکٹھی ہو گئی۔ وہ بے دماغ ہو کر کمرے میں واپس آ گئی۔

ڈھونڈا اسے کہاں کہاں اسکا پتہ نہیں

اختر آفندی بیڑیاں پھونکتے رہے۔ میر حقہ نے جیب سے زنجیر والی گول گھڑی نکال کر دیکھی اور لڑکوں کو چلنے کا اشارہ کیا گلنار قدآدم آئینے کے سامنے جاکر بال سنوارنے لگی۔ پھر اسٹول پہ بیٹھ گئی اور اپنی

www.urduchannel.in

مشکل منزلوں سے گزرتی رہی — ہمدردی کی لڑکی — اسیرِ حرص عیّارِ ہوس

— اور ابھی ایک درخشاں مستقبل سامنے موجود ہے۔

— ہم نے سمجھے تھے جہاں دل ملا تھا وہ گل ملا ہے بٹیا"۔ والدہ لہک لہک کر گایا

کیں۔۔

ــــــــــ

www.urduchannel.in

باب ۳

طوطے والا بنگلہ

چاروں لڑکے مع میر و مرزا کھلے خزانے باکس میں بیٹھے اسیر حرص ملاحظہ کر رہے تھے انٹرویل میں کمپنی کے ایک تعند سے ہے کارکن نے آ کر مرزا گرگٹ کرٹی سے کچھ کہا اور واپس چلا گیا مرزا صاحب تردد سے بولے "یہ تماشے کے بعد پسٹن جی ہم لوگوں سے ملنا چاہتے ہیں۔ جانے کیا بات ہے۔"

"آپ کو مرزا حماقت بیگ کا پارٹ پیش کرتے ہوں گے" میر حقہ نے خشکی سے جواب دیا۔ ڈراپ سین کے بعد جیب گلما رہا ئی کے چھیوں مہمانانِ خصوصی ہیروئن کے ڈریسنگ روم میں سوڈا لیمن اڑا رہے تھے۔ پسٹن جی لوہ کھلاتے ہوئے داخل ہوئے۔ بشنچو کو دیکھا تا تھ

www.urduchannel.in

جوڑے اور کہا" صاحب جی "

" جی ـــ "

صاحب جی !" بتّو نے مسکرا کر جواب دیا۔ ایک ہفتے میں بتو جی خود کو بیحد ـــ MAN OF THE WORLD محسوس کرنے لگے تھے۔ شجو رہے وہی گھو نچو کے گھو نچو۔ لیپٹن جی نے چھوٹتے ہی فرمایا" تم نواب لوگ کا لکھنؤ ایک دم کنڈم سالا۔"

شجو کے چہرے پر شوک کا اثر بہت نمایاں تھا۔ مگر لیپٹن جی کی تقریر جاری رہی۔

" ادھر ہمارا نمبرون کا بائی کو دیکھو ـــ دیکھو ـــ" انہوں نے ڈپٹ کر دہرایا۔

لڑکوں نے گھبرا کر گلنار پہ نظر ڈالی جو نہایت مضمحل اور پژمردہ لگ رہی تھی۔

انڈین شیکسپیر کے تین مشاہور پلے کا ہیروئین ـــ کیا ـــ؟

لیپٹن جی نے جھٹکے سے گردن اٹھا کر کہا۔" اب سوچو رات بھر سوچو دن بھر سوچو ـــ اور پھر رات بھر سوچو ـــ یہ نمبرون آرٹسٹ

www.urduchannel.in

جیسے یہ میں بائیسکوپ کا آفر مل چکا ہے۔ جب یہ ٹھیک سے سلیپ نہیں کر سکیں گا تو کام کیسے کریں گا؟ اکھا دن ہوٹل کے نیچے موالی لوگ بوم مارتا ۔۔۔ کیا ۔۔۔؟" انھوں نے پھر منہ اٹھا کر گردن کو جھٹکا دیا۔"

تو پرلنگٹن تشریف لے جائیے" میر حقہ نے نرمی سے کہا۔

" اور دوسرا کھبر سنو ۔۔۔" پٹن جی نے کہا۔" بائی کے برابر والے روم میں انفلوئینزا کا کیس ہو گیا۔"

اوہو ۔۔۔" یہ تو خطرناک بات ہے" مرزا گڑ گڑی بولے "فوراً ان کو پرلنگٹن پہنچا دیجئے۔"

" پھر ایک اور ہوٹل" ۔۔۔ گلنار نے آزردگی سے کہا" میں ہوٹلوں میں رہتے تنگ آچکی ہوں۔ کیا ہفتہ دس دن کے لئے ایک کوٹھی کا انتظام نہیں ہو سکتا؟"

" تم ہائی کلاس لوگ ہمارا ہلپ کرو نا" پسٹن جی بولے" ایک آدھا بنگلہ ہی بھاڑے پر مل جائے تو کوئی حرکت نہیں"

مرزا گڑ گڑی نے سوچتے ہوئے اپنی زبردست قزلباش موچھوں

www.urduchannel.in

پر ہاتھ پھیرا ـــ

لڑائی ختم ہو گئی ہے۔ گورے افسر اور صاحب لوگ لکھنؤ واپس آ رہے ہیں اس وجہ سے کوٹھیاں آج کل ذرا مشکل سے ملتی ہیں۔

"ہمارے کو بھی سب ایسا ہی لیولا ـــ تبھی ہم نے آپ لوگ کو ادھر بلایا۔"

"ہم کل شام تک دو چار لوگوں سے معلوم کر کے آپ کو کہلوا دیں گے۔ آپ بھی تلاش جاری رکھیے۔" مرزا گڑ گڑی نے جواب دیا۔"

شبّو، بتّو، للّو نتھے حسب سابق ایک قطار میں صوفے پر متمکن تھے۔ سامنے کی دیوار پر آویزاں کیلنڈر پر شبّو کی نظر پڑی۔

OCTOBER 14, 1919

ذہن میں ایک خیال کوندا ـــ طوطے والا بنگلہ۔ آج چودہ تاریخ ہے۔ ماموں میاں دلّی سے لوٹیں گے ۲۶ کو۔ ساتھیوں کو دیکھا وہ تینوں بھی بسر کھجاتے ہوئے شاید یہی سوچ رہے تھے۔

"تسلیم نواب صاحب"، گلزار بائی نے کمرے میں آ کر کہا۔

www.urduchannel.in

"آداب ۔۔۔" شبو نے ذرا جھینپ کر جواب دیا۔ "ہم نواب صاحب نہیں ہیں۔"

"آئیے۔ ہائے۔ پھر کیا ہو؟"

"ہمارے ہاں تعلقدار نواب نہیں کہلاتے ۔۔۔" بٹیا کو پھر وضاحت کرنی پڑی۔

"اور کیا کہلاتے ہیں ۔۔۔؟"

"بس تعلقہ دار ۔۔۔ یا راجہ ۔۔۔ ٹھاکر ۔۔۔"

بہت اچھا بندگی راجہ صاحب ۔۔۔" گلزار بانی نے کہا۔

جب سولہ سالہ راجہ صاحب کریم لوپر مع احباب ڈرائینگ روم سے نکل کر بگھی کی طرف جا رہے تھے بیو نے ان کے کان میں پھونکا

"اماں ۔۔۔"

وہ تمہارا طوطے والا بنگلہ ۔۔۔ کرائے پر اٹھتا ہے کہ نہیں ۔۔۔؟"

"اٹھتا تو ہے۔"

"ابھی چار مہینے وہ کرنل ڈاکٹر نی اسمیں رہ کر گئی ہے کہ نہیں؟"

"تیس روپیہ مہینہ کرایہ دیتی تھی" لالہ گھنشام داس رستوگی عرف

www.urduchannel.in

للّو جی نے پروفیشنل انداز میں کہا "ہم ایک ہفتہ کا بیس روپیہ طے کروالیتے ہیں۔ بلکہ پچیس سے شروع کریں گے۔ گلنار بائی وہاں آجائیں بس روزانہ جا کر گانا سنا کریں گے۔" للّو جی سنگیت کے رسیا تھے۔

"اور ان کی گالی گلوچ کوسنے کون سنے گا؟

بنگلے کو بھٹیارخانہ بنا دینگی ——" شجّو نے ڈھلمل —— یقین ہو کر کہا "اور سب سے بڑی بات یہ کہ ماموں میاں کو واپس آکر پتہ چل گیا تو ہماری بخیہ نہیں ادھیڑ دیں گے —؟"

"انہیں پتہ کیسے چلے گا۔ سب معاملات خفیہ —— للّو جی نے گنجینہ سراغرسانی کے ابواب یاد کرنے شروع کئے۔

میر و مرزا کو پیچھے پیچھے آتا دیکھ کر وہ سب خاموش ہو گئے۔

صبح اسکول جانے سے پہلے شجو دفتر کے کمرے میں گئے جہاں میر حقّہ ایک مسل پر سر جھکائے لکھنے میں مصروف تھے۔ شجّو نے ذرا جھجکتے ہوئے بات شروع کی۔

"میر صاحب —"

"ہاں بھیّا —"

www.urduchannel.in

یہ - گلنار بائی کتنی اچھی ہیں بے چاری؟"

میر صاحب نے عینک ماتھے پر سرکا کر ان کو دیکھا اور بولے --

---- بھیا بس آپ کا شوق کافی سے زیادہ پورا ہو گیا۔ دو تماشے دیکھ آئے ان سب لوگوں سے مل لئے۔ اب جایئے ۔ اپنی پڑھائی شروع کیجئے۔ اسکول جایئے آپ دو سال سے ساتویں کلاس میں فیل ہو رہے ہیں ۔"

یہی راجہ شجاعت حسین کی دکھتی رگ تھی۔ فوراً آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ چند لمحوں بعد دل کڑا کر کے مدعا بیان کر ہی دیا" ----

میر صاحب ۔

گلنار بائی کو بنگلہ میں بلالیں ---- ؟"

میر حقہ چھوڑ کر اٹھے بھیا کیوں اپنی شامت کو پکارتے ہیں ۔ علاوہ اس کے کہ یہ نہایت نازیبا بات ہے۔ میاں کو جب معلوم ہو گا ۔"

"میاں ---- میاں ---- میاں نے ہمارا جینا دوبھر کر دیا ہے "۔ شجو نے یکلخت جھلا کر کہا۔

www.urduchannel.in

"خاموش ــــــ" میر حقّہ نے گرج کر ڈانٹا۔ شنجو بھیا روتے آنسو بہاتے تیر کی طرح سیدھے ماں کے کمرے میں پہنچے۔ وہ تخت پر بیٹھی کچھ کتر بیونت میں مصروف تھیں۔ جا کر ان کی گود میں سر رکھ دیا اور سسکیاں بھرنے لگے۔ ماں اکلوتے یتیم نورِ نظر کو اس طرح روتا دیکھ کر بیتاب ہو گئیں۔ دہل کر بولیں "چاند ــــــ میرے لال ــــــ بھیا۔ کیا ہوا ــــــ خیریت ــــــ؟"

شنجو اور روئے، جب چند منٹ بعد جی ہلکا ہوا ماں کے دوپٹے سے آنسو خشک کر کے ساری داستان سنائی۔

والدہ خود رونے لگیں۔ پھر ناک سنک کر بولیں۔ "آج تمہارے ابا زندہ ہوتے یا نانا تو کسی کی مجال پڑی تھی کہ تمہاری اتنی سی فرمائش پوری نہ ہوتی۔"

ماں کی یہ حمایت دیکھ کر راجہ صاحب فوراً شیر ہو گئے۔ "امی جان میر صاحب کو بلا لاؤں؟"

"بلاؤ ــــــ"

میر حقّہ کھنکار کر کمرے میں داخل ہوئے۔ مفلس و فروتن میر صاحب

www.urduchannel.in

ماما ان صفو یہ کے خاندان سے تھے۔ ان کا پاس ادب تھا اور عمر میں بہت بڑے تھے ورنہ کوئی اور اہلکار ہوتا رانی صاحب کریم ٹوپہ اس کی طبیعت صاف کر دیتیں۔

وہی مقدمہ دوبارہ پیش کیا گیا۔ رانی صاحب جو میکے میں بڑی بٹیا کہلاتی تھیں سب سن کر بولیں۔

"ور میر صاحب ہماری طرف سے اجازت ہے۔ میاں صاحب کو ہم سمجھالیں گے۔"

میر حقہ نے تعجب سے ان کو دیکھا۔ ماما ایسا اندھا اور اوندھا جذبہ ہے جس کی حد نہیں۔ میر صاحب آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے کمرے سے باہر آئے۔ فتحمند و سرخرو۔ شجو بھیّا نے پیچھے پیچھے آکر پوچھا۔ "ہم لپٹن جی کو کہلوا دیں؟"

میر حقہ برآمدے کے ایک ستون سے ٹک کر بولے۔ "بھیّا ذرا یہ تو سوچئے۔ ان لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ بیرسٹر صاحب تھیٹر بازی کے شدید مخالف ہیں۔ تو وہ لوگ ادبدا کر ان ہی کے مکان میں کیوں آکے رہیں گی؟"

www.urduchannel.in

ان کو یہ تھوڑا ہی بتائیں گے کہ بنگلہ ہمارا ہے۔ کہہ دیجئے ہمارے پڑوس میں ایک کاٹج خالی ہے۔ ان کو تپہ ہی نہ چلے گا۔ اس کا سب انتظام ہم اور للو کر لیں گے۔ آپ فکر نہ کیجئے۔"

میر حقہ نے نظریں اٹھا کر تاسف سے صاحب زادے کی شکل دیکھی جاسوسی ناول۔ تھیٹر ——— بڑے ہوں گے تو عیاشی ——

دوسرے روز مس گلنار، گلزار بائی، متوا اور کندن مہری کا طائفہ مع ساز و سامان دو تانگوں پر سوار بیرسٹر رفاقت حسین کی کوٹھی واقع کلایڈ روڈ کے عقبی پھاٹک میں داخل ہوا۔ وسیع احاطے کے ایک سرے پر پھونس کی وہ بنگلیہ کھڑی تھی جو کبھی کبھار کرائے پر اٹھا دی جاتی تھی ورنہ گیسٹ ہاؤس کا کام دیتی تھی۔ بنگلے کے صدر دروازے میں تالہ پڑا تھا۔ گلنار باہر لان پر کھڑی خوشی سے باغ کا نظارہ کرتی رہی کیسی پر فضا جگہ تھی۔ شبجو اور للو کا سکھایا پڑھایا مالی نمودار ہوا۔ دروازے کا تالہ کھولا اور بندگی کر کے غائب ہو گیا۔ وہ سب اندر گئے۔ متوا نے گول کمرے کی کھڑکیاں کھولیں۔ ہوا کا ایسا فرحت بخش جھونکا اندر آیا گویا جنت کی کھڑکی کھل گئی۔ پیٹن جی نے صبح شام کھانا بھجوانے کا انتظام کر دیا تھا۔ اپنی مالکنوں

www.urduchannel.in

کی خانہ بدوشی کی عادی کندن نے اسٹوو جلا کر چائے کا پانی رکھا —— گلنار کھڑکی میں سے باہر جھانکنے لگی۔ بنگلے کے پچھواڑے پپیتے اور ریبتا پھل کے پیڑ لگے تھے۔ ان کے بعد ایک باڑی پر مورننگ گلوری کی گھنی بیل پھیلی ہوئی تھی۔ باڑی کے سرے پہ بانس کا چھوٹا سا پھاٹک دوسری طرف بہت بڑی سفید رنگ کی کوٹھی مسز ناگرگری نے بتلایا تھا کہ بیڑ سٹر صاحب کی کوٹھی پڑوس ہی میں ہے۔ وہی ہوگی۔ وہ بید کے صوفے پر آ بیٹھی کندن نے گلاس میں کڑک چائے پیش کی۔ آیا دوسرے کمرے میں چیزیں لگوا رہی تھیں۔

گلاس بہت گرم تھا۔ اسے نزدیک کے یک شیلف پہ رکھ کر گلنار کتابوں کا جائزہ لینے لگی۔ منصورہ مومنا۔ رونز ایمبرٹ۔ حصہ اول و دوم گلجگ کی کھونٹی عبرت بازیچہ اطفال مترجمہ دوارکا پرشاد افق۔ قصہ عمر عیار —— اس کتاب کے سرورق پہ بچکانی رائیٹنگ میں لکھا تھا —— سید شجاعت حسین جماعت پنجم۔ کالون تعلقدارز اسکول لکھنؤ۔ گلنار چونک اٹھی۔ اچھا یہ بات ہے۔ مزید تجسس سے اس نے دوسری کتاب نکالی۔ وہ انگریزی سے ناواقف تھی۔ ھبورے رنگ کے لاسوسائٹی جرنل میں سے ایک پوسٹ

www.urduchannel.in

کارڈ نیچے گرا ـــــ پتہ اردو میں تھا۔ کسی موکل کا خط تھا۔ عالیجناب سید رفاقت حسین صاحب بیرسٹر کو ملے ـــــ

گلنار کا سر چکرا گیا۔ دوسرے کمرے میں پہنچی۔ وہاں دیوار پر وہی تصویر آویزاں تھی جو پرسوں نرسوں پائنیر اخبار میں دیکھی تھی۔

اب کیا کروں۔ اس گاؤدی چھٹنکو کرائے غضب کیا ـــــ کیوں۔ بے چارے نے اپنی طرف سے تو بھلائی ہی کی ـــــ اب واپس کہاں جاؤں ـــــ شہر میں انفلوئنزا کی وبا پھیلتی جا رہی تھی۔ اول تو ہوٹل تھے ہی نہیں جو اکا دکا تھے۔ وہ مخدوش۔ خیر۔ لیفٹن جی خود کوشی کا ارادہ کر رہے ہیں۔ چند روز کی بات اور ہے۔ ہر چہ بادا باد۔ بہر حال، وہ خر دماغ مولوی بیرسٹر ۲۶ تاریخ کو لوٹے گا اس سے پہلے روانہ۔ اس بھولے بچے شیخو نے کم از کم چند روز کے لئے ایک آرام دہ پر سکون ٹھکانے کا بندوبست کر دیا۔ اس نے بیڈ روم میں جاکر ماں کو بتایا۔

"ہوں ـــــ" وہ کھل اٹھیں یہ لائیے ہمارا جیہ ہمیں چھل کر سکے" کمر پہ ہاتھ رکھ کر گنگنانے لگیں، والدہ محترمہ کے اس قدر شدید بازاری پن سے بعض اوقات گلنار کی جان جل کر رہ جاتی تھی۔ چھپر لے سے خیال آتا تھا کہ وہ

www.urduchannel.in

خود بھی گاہے بگاہے اسی قسم کی سنسنی خیز حرکتیں کرتی ہے اور الجھ کر چپ رہتی تھی۔ والدہ نے فرمایا "گھبراتے کیوں ہے۔ گلّو۔ اس میں بھی اللہ کی کوئی مصلحت ہوگی ۔۔ میں تو جب سے اس جھٹکی راجہ سے ملاقات ہوئی ہے یہی سوچ رہی ہوں کہ نیک شگون ہے۔ بیّا کا قصہ بھول گئی؟ اسی طرح نواب نخّے نے جا کر اپنے باغ میں اتارا تھا۔ تیرے ہی ماموں کی لڑکی ہے کوئی آسمان سے نہیں اتری۔ نہ سرخاب کے پر لگے ہیں ۔۔ لو جی ۔۔ مہینے کے اندر اندر رئیس نے نکاح کر لیا ۔۔ ریاست کی چھوٹی بیگم بن بیٹھی۔ نواب الماس محل صاحبہ خطاب ملا ہے"

گلنار کو ہنسی آگئی "آپا بے چارہ شجو بچہ تو مجھ سے نکاح کرنے سے رہا ۔۔"

"وہ اسے شجو نہ سہی اور کوئی اور رئیس سہی۔ اور نکاح کا کیا ذکر ہے ۔۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو۔ یہ بہت پیسے والی لگڑی پالتی ہے اور دودھ کے تو اب لوگ ہیں اتراق نہیں۔

ہمارے مارے کے اپنے دیہاتی زمیندار ابتا ہیں۔ ذرا انگلہ تو دیکھو کیسا سجا رکھا ہے۔ وہ تو جب ہاں تقسیم کر کے جب جا پہ لوٹ گیا جیبی

www.urduchannel.in

میں تاڑ گئی کچھ دال میں کالا ہے۔"

والدہ جس قدر کھاتی تھیں اسی قدر لگاتار بے تکا بولتی تھیں۔ گلنار تولیہ اٹھا کر باتھ روم میں چلی گئی۔ وہاں بھی سب سامان قرینے کا پیتل کی گنگام میں باغ کے کنویں سے نکلا تازہ تازہ پانی کونے میں انیٹوں پہ دھرا حمام۔ اس کے نیچے بڑا قلعی دار لوٹا۔ سفید میز پہ پھولدار چینی کا جگ مگا اور چلمچی نیلے کنارے والا سفید تام لوٹا۔

وہ غسل خانے میں دیر تک نہاتی رہی اور کاہلی سے چڑیوں کی چہکار سنا کی۔ پھر بال سکھانے کی خاطر سبزے پہ نکل گئی۔ ہردئی مالن گھاس کھودتے کھودتے حیرت سے اسے تکنے لگی۔ آتنی سندر تو ٹنکی والی۔

امرود سے لدے درختوں پہ طوطے بیٹھے تھے اور جافری پہ پھیلی مورننگ گلوری کی بیل میں تیز نیلے بگل نما سینکڑوں پھول کھلے ہوئے تھے۔ جافری کے ادھر کوٹھی کی جھلک نظر آئی۔ سفید میلے میلے غرارے پہنے مامائیں ادھر ادھر آجا رہی تھیں۔ مرغیاں چرتی چگتی پھر رہی تھیں۔ دور سے بھینسیں ڈکراتے کی آواز آ رہی تھی۔ کس قدر پرسکون، محفوظ اور مامون جگہ تھی۔

بال سکھا کر ٹہلتی ہوئی وہ بنگلے میں واپس آئی۔ اور کمرے کمرے پھرنے

www.urduchannel.in

لگی۔ گلابی اور سبز پھولدار ٹائیلوں سے مزین سنگھار میزیں۔ جھال پال قلعے نما سائیڈ بورڈ۔ بارہ سنگھے کے سینگوں والا فرنیچر۔ سیاہ و سفید ٹائیلوں پر کشمیری نمدے۔ دیواروں پہ انگلستان کی سینری کی رنگین تصویریں جو ولایتی رسالوں سے تراش کر فریم کی گئی تھیں۔ وہ پھر کھڑکی میں جا بیٹھی اور سوچا جب مہمان خانہ اتنا آرام دہ ہے تو گھر کیسا نہ ہوگا۔ پیدائش کے بعد سے ماں کے ساتھ اور پھر خود ہندوستان اور برما کے دوروں پر سرائوں، خیموں اور ہوٹلوں میں زندگی گذاری تھی۔ بڑی آرزو اور رشک کے ساتھ آنکھیں بند کیں اور تصور کرتے لگی۔ اس سفید کوٹھی کے کمرے اندر سے کیسے ہوں گے اس میں کیسی پردہ نشینیں رہتی ہوں گی۔ محفوظ و مامون۔ اس وقت کیا کر رہی ہوں گی۔"

شنّو کی والدہ، رانی صاحب کریم پور اپنے کمرے میں تخت پر بیٹھی چھوٹے بھائی کی بری کے لئے اودے فرضی پائجامے کی گوٹ پر ماہی پشت کا جال بناتے بنانے میں مصروف تھیں۔ سارے گھر میں شادی کے انتظام کا کاروبار پھیلا ہوا تھا۔ رشتے دار بیویاں اور باندیاں بے طرح مصروف تھیں صبح سے ایک نئی دلچسپی یہ پیدا ہوئی تھی کہ طوطے والے بنگلے میں تھیٹر والیاں

www.urduchannel.in

آکر اتری تھیں اور وہ بھی خفیہ۔ اس خفیہ معاملے میں سب گلے گلے پانی شبو میاں کے ساتھ تھے۔ کیونکہ سب بیرسٹر صاحب کی خشک مزاجی سے نالاں رہتے تھے اور اب ذرا تفریح کا موقع ملا تھا۔ خود بڑی بٹیا ـــــ شبو کی والدہ ـــــ ایک بار ـــــ پچھلے برآمدے سے جا کر جھانک آئیں جہاں سے طوطے والا بنگلہ نظر آتا تھا۔ باپ اللہ جنت نصیب کرے اور مرحوم شوہر ـــــ کے زمانے میں اسی طوطے والے بنگلے میں آئے دن راگ رنگ کی محفلیں جا کرتی تھیں۔ مشاعرے قوالیاں۔ ننھو اچھوا اور جانکی بائی یہاں آکر اتر چکی تھیں۔ کون انوکھی بات تھی۔ بے چارہ یتیم بچہ جس کی صورت دیکھ کر جیتی تھیں اور جو ماموں کے سامنے سہما سہما رہتا تھا اس کی اتنی سی خوشی پوری ہو گئی کون غضب ہوا۔ لیکن صبح سویرے ہی میر حقے کو حکم دے چکی تھیں کہ بھیا دفنت بے وقت بنگلے کی طرف نہ جانے پاویں جب جاویں آپ ساتھ جائیے۔ اب وہ اطمینان سے بیرسٹر صاحب کی بہو کے جوڑوں کی تیاری میں منہمک تھیں۔

کندن کٹی، وہ فخر پلیشیہ دلالاں، سر پھر تک شاگرد پیشے کی اصیلوں میں رل مل کر ساری ٹوہ لے آئی۔ لہنگا گھماتی بنگلیہ پر واپس پہنچی۔ گلنار

www.urduchannel.in

جھپکی لے کر اٹھی تھی گلنار فرش پہ بیٹھی آئینہ سامنے رکھے اپنے رکھے اپنے جھاڑ فانوس بال سنوار رہی تھیں۔

"کہاں مر گئی تھی حرافہ۔ چار بجا۔" گلنار نے جماہی لے کر کہا۔

"ہو آئی اپنے یاروں میں؟" گلنار بائی نے دریافت فرمایا۔

کندن نے اسٹوو سلگاتے ہوئے ساری الف لیلیٰ سنا دی۔ میاں یعنی بیرسٹر رفاقت حسین کی زمینداری ضلع بارہ بنکی میں ہے۔ ادھر بڑے سرکار نے ان کو پڑھنے بھیجا بلایت ادھر وہ خود اور ان کے داماد شجو کے باپ ـــــ پلیگ میں چٹ پٹ ـــــ شجو دس سال کے تھے ان کا علاقہ کورٹ آف وارڈ نے لے لیا انتظام کی خاطر ـــــ میاں بلایت سے لوٹے تو کنبے کی ساری ذمے داری ان پہ آن پڑی وہ بھی ماں باپ کے اکلوتے لڑکے۔ ماں زندہ ہیں یہیں کوٹھی میں رہتی ہیں اور ایک بڑی بہن ـــــ شجو کی والدہ۔ انہیں ان کے علاقے کریم پور سے اپنے پاس بلوا لیا۔ لڑکے کو اسکول میں داخل کرا۔ باپ اور بہنوئی نے خوب رنگ رلیاں منائی تھیں۔ بہت دولت اڑائی ان میاں پہ اس کا اثر یہ ہوا ہے۔ کھیل تماشے، ناچ گانے سے الٹی لبس شام کو کلب

www.urduchannel.in

تھا کہ منگیتر بڑا کھیل آتے ہیں۔ عبید کے چاند بیاہ ہوگا۔ منگیتر خالہ کی لڑکی ہے۔ اس کا قصہ بھی معلوم کر آئی۔ ولایت جاتے وقت خالو سے کہہ گئے تھے میرے پیچھے لڑکی کو انگریزی نہ پڑھائی تو لندن سے میم کر لاؤں گا۔ اس ڈر سے ان لوگوں نے لڑکی کو اسکول میں ڈال دیا ——

بیرسٹر صاحب ٹھیک آدمی نہیں ——"

"خیر —— " گلزار بانو نے چٹکی کرتے ہوئے ہونٹ پچکا کر کہا ان میاں بیوی کا تماشا بھی ہم دیکھیں گے۔"

اور گلزار پر نظر ڈالی۔ ان دونوں بیٹوں کا ذاتی اور خاندانی تجربہ یہ بتاتا تھا کہ جو جتنا پارسا ہو سمجھ لو اتنی آسانی سے ہی دام میں پھنسے گا۔ گلزار بانو اس وقت نہ جانے کیا کیا STRATEGIES سوچ رہی تھیں مگر عبید کا دل اچانک زور زور سے دھڑکنے لگا۔ ان کے اٹھ کر چلے جانے کے بعد ہنستا ہوا وہ باغ چلی گئی۔

بیرسٹر صاحب کی تصویر دیکھ کر اسے کیا کیا خبط سا ہو گیا۔ جب موقع ملتا آکر اس تصویر کو دیکھتی ہو جاتی اور جانے کیا کیا سوچا کرتی۔ ناممکن خواب۔

www.urduchannel.in

باب ۴

راگ دل چمن

دوسرے روز صبح شنجو مرزا گرگڑی کے ساتھ بنگلے پر پہنچے سلام دعا کے بعد شنجو نے کہا "ہم یہاں نزدیک ہی رہتے ہیں۔ سوچے آپ سے پوچھ آئیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔"

ان کی اس سادہ دلی پر گلنار کو بے ساختہ ہنسی آگئی۔ اس نے جواب دیا "شنجو میاں۔ وہ راز عشق در خفیہ پولیس والی کتابیں آپ غور سے نہیں پڑھی۔ لیکن گنجینہ سراغ رسانی میں نے ڈھونڈ نکالا۔ آیئے۔ دکھلاؤں۔"

گول کمرے میں لے جا کر اس نے کتابیں پیش کیں جن پر مالک مکان کے نام لکھے تھے۔ اور مالک مکان کی تصویر دکھائی۔ شنجو جھینپ کر سرخ ہو گئے

www.urduchannel.in

گلنار نے مرزا گرگڑ گرڈی سے کہا۔

"ہم تے تادانستہ اوکھلی میں سر دیا۔"

"کیا کہیں۔ باجی صاحب۔ ان کی بال ہٹ تھی۔ اور آپ کو مکان کی ضرورت"

مرزا گرگڑ گرڈی ندامت سے بولے۔

طوطے والے بنگلے میں آئے اسے پانچ دن گزر گئے وہ بڑی شرافت اور خاموشی سے رہ رہی تھی۔ صبح کو ریاض کرتی جسے شجو اور للّو کوٹھی کے باغ میں بیٹھ کر سنا کرتی۔ شاگرد پیشے والے بھی ادھر درختوں کے نیچے جمع ہو جاتے۔ رات کو شجو اپنے کمرے میں بیٹھ کر ناٹک لکھتے۔ اسیر حرص کے مرزا حماقت بیگ، جھنجھٹ اور بی نحوست نے ان کو بہت انسپائر کیا تھا۔ سنیچر کی رات ہوم ورک کے بجائے (مجھے سمجھا ہے کیا ہرجہ ن داس!) بہت دیر تک لیمپ کے سامنے قلم کاغذ لئے بیٹھے رہے۔ تب والا قلم نقرئی دوات میں ڈبو ڈبو کر بار بار ۷۸۶ لکھا۔ دماغ پر بہت زور ڈالا پر کوئی پلاٹ سمجھ میں نہ آیا۔ اچانک کاسٹ کے نام سوجھ گئے۔ فوراً لکھنا شروع کیا۔ ۷۸۶۔ زنانہ پارٹ۔ ویران جہان بیگم ہونق یا توبربادی

www.urduchannel.in

خانم - بیہودہ خاتون، مردانہ پارٹ ؛ احمق نواز جنگ - غبی الدولہ - وحشت النساء خوفناک سنگھ - اب ان پر ایک الہامی کیفیت طاری تھی اور نام تھے کہ بارش کی بوچھاڑ کی طرح صفحۂ قرطاس پر گرتے چلے جا رہے تھے - اپنی جودت طبع پر عش عش کرتے راجہ شجاعت حسین کچھ دیر بعد کاپی بک پر سر رکھ کر اونگھنے لگے -

صبح دس بجے ہی بتو جی، للو جی اور ننھے، کوٹھی پر آن دھمکے - شبو میاں اس وقت ناشتہ کر رہے تھے اور طوطے والے بنگلے سے طبلہ کھڑکنے کی آواز آ رہی تھی - للو جی بے صبری سے بولے "آج شاید بیہودی کی لڑکی کی ریہرسلیں ہو رہی ہیں - چلو دیکھ آئیں -"

"میر حقہ کو بلالو" - شبو نے جواب دیا - ناشتہ ادھورا چھوڑا اور (ناٹک رچو! ابھی کاسٹ کے ناموں سے آگے نہ بڑھ سکا تھا) کی کاپی بک لینے اپنے کمرے کی طرف بھاگے - میر حقہ مرزا گڑگڑاہی اور تینوں دوستوں کے ہمراہ اور بڑی بٹیا کی اجازت کے ساتھ کاٹیج کی سمت روانہ ہوئے تھے -

گلنار برآمدے میں کھڑی سہرذی مالن سے اپنے لئے پھولوں کا ہار کندھوا

www.urduchannel.in

وہی تھی آگئی۔ چنڈال چوکڑی!" اس نے لڑکوں کو دیکھ کر مسرت سے کہا۔ طوطے والے بنگلے میں اس وقت غیر متوقع طور پر طور پر بڑی رونق تھی۔ اسیر حرص کے دونوں مسخرے ان کے علاوہ ماسٹر اختر آفندی۔ ماسٹر فیروز۔ عطا محمد پلیٹی ماسٹر، منو۔ کندن مہری چاء بنا بنا کر سب کو دے رہی تھی۔ گلنار بائی ایک کونے میں بیٹھی باقرخانیاں اُڑا رہی تھیں جو صبح صبح منو سائیکل پر جا کر چوک سے لائے تھے۔ ماسٹر فیروز صوفے پر اکڑوں بیٹھے گجراتی رسم الخط میں چھپی "راگ دل چمن" کی ورق گردانی کر رہے تھے جو تھیٹر کی قدیم ترین غزلوں کا مجموعہ اور ناٹک منڈلیوں کی بائبل تھا۔ ماسٹر فیروز نیو الفریڈ کمپنی کے نمبر ون گویے تھے۔ صبح سے شغل مے شروع کر دیتے تھے اور مستقل گنگناتے اور طرح طرح کی دلآویز دھنیں بٹھاتے رہتے تھے۔

کوٹھی سے آئے ہوئے معزز مہمانوں کو ڈرائینگ روم میں بٹھاتے کے بعد گلنار نے للّو جی سے پوچھا۔ "اسیر حرص کیسا لگا؟"

"نمبر ون" للّو جی نے انگلی اٹھا کر رستم جی لیپٹن جی کے انداز میں جواب دیا۔ "اب بیہودی کی لڑکی کی پریکٹس کریں گی؟"

www.urduchannel.in

"کون ۔ ؟

میں ۔ ؟

نہیں تو تم لوگ کچھ سننا چاہتے ہو ـــــ ؟"

گلنار نے پوچھا۔

"بٹیا ۔ ہم تمہارے غلاموں کے غلام ۔ ہمیں کو جو حکم دو وہ خدمت کرے
گلزار بائی بولیں ۔ آج وہ جادوگرنی یا گلابو نشا بو کے بجائے اصل نسل
نائیکہ لگ رہی تھیں ۔

شجو نے ذرا تکلف سے گلنار کو مخاطب کیا ــ "ہمیں ایک آدھ کومک
سین ستوا دیجیئے ۔"

گلنار نے دونوں مسخروں کو اشارہ کیا ۔ پاسنگ شو کی ڈبیا جیب
میں ڈال کر ان صاحب نے جو مرزا حماقت بیگ بنتے تھے جھک کر تو
عمر راجہ صاحب کو تسلیم عرض کی کھنکارے اور آستین چڑھا کر کمرے
میں ٹہلنا شروع کیا ۔ پھر یکلخت گرج پڑے ــ "فکر ۔ فکر ۔ فکر ۔ فکر
عقبیٰ مجھ کو ہے اتنی اگر کوئی ساہوکار کرتا تو مفلس بنک کا حصہ دار بن
جاتا ۔ اگر کوئی ناٹک کا منشی کرتا اس کا نیا کھیل پاس ہو جاتا ۔ اگر

www.urduchannel.in

جب تک دل کو ٹپہ کرتا تو ٹپ انسواں کا ستیاناس ہو جاتا۔"

چاروں نوجوان مبہوت ہو کر مسخرے کو دیکھا کئے کہ کندن دہری دہلیز کے پاس فرش پہ بیٹھی بچے ہی کی طرح پان چبا رہی تھی۔ دوسرا مسخرا جو اسیر حرص میں جھنجھٹ بنا تھا جھٹ اس سے مخاطب ہو کر گانے لگا۔ "ارے واہ جی واہ۔ یہ لونا چماری۔ ہر صورت پہ واری۔ بڑھاپے کا ٹٹو۔ محبت پر لٹو۔ ادھر اُدھر رنگی جوانوں میں۔ جنگی گھرانوں میں ہوتا شمار، تو ہے میری جان خالہ جان۔ جان ہے۔ ایمان ہے۔ مکان ہے۔

گلزار بائی نے قہقہہ لگایا۔ للو جی خوشی سے بے حال تھے۔ میر حقّہ اپنی جگہ پر کسمسائے۔

پھر ساری کمپنی نے گلزار بائی سمیت اسیر حرص کا مقبول گانا جو پچھلے تین چار دن سے لکھنؤ کے لونڈے گلی کوچوں میں گاتے پھر رہے تھے شروع کیا۔ "صورت سیرت میں چندہ ـــــ ہر فن کامل ہے۔ بندہ۔ شکل مچھندر۔ عقل میں بندر۔ خاصے قلندر۔ واہ جی واہ۔"

للو جی بھی تال دیکھ ساتھ لگ گئے۔

"ممبر بن کر گھر گھر پھر کر ٹیکس لگائے گا بندہ۔

www.urduchannel.in

آہا ہا واہ خوب نکالا یہ دھندا۔

یاروں میں غاروں میں بھنگی چماروں میں۔ دھوبی کہاروں میں پاؤں گا نام۔ کرسی پر بیٹھوں گا۔ یاروں میں اینٹھوں گا۔ دولت سمیٹوں گا میں صبح شام۔ خان بہادر بن کے۔ چال چلوں گا تن کے۔"

اب سب موڈ میں آ چکے تھے۔ بوّا جی شنجوُ اور مرزا گرٹا گرٹھی کورس میں شامل ہو گئے۔ صورت سیرت میں چندہ۔ ہر فن کامل ہے بندہ۔

دفعتاً گلنار نے کھڑکی کے پاس جا کر بڑے جذباتی انداز میں کہنا شروع کیا۔"

"لو یار شوخ شنگ۔ چھیڑ چنگ۔ کا سارنگ جام کا جما دے رنگ۔ پھر کہاں یہ دوست ہوں گے اور کہاں یہ بزم چنگ۔ چلی ناؤ منجدھار میں۔"

پھر سب کی نظریں بچا کر چھنگلیا کی نوک آنکھ کے گوشے تک لے گئی اور آنسو پونچھا۔

ماسٹر اختر آفندی برآمدے میں جا کر سیڑھیوں پر بیٹھ گئے۔ بیڑی سلگائی اور سامنے امرود کے درختوں پر اڑتے طوطوں کی بہار دیکھنے لگے۔

www.urduchannel.in

دوپہر کے کھانے کا وقت آگیا۔ بڑی بٹیا میر حقہ کے ذریعے صبح گلنار کو کہلوا چکی تھیں کہ سب کے لئے خاصہ کوٹھی سے بھیجا جائے گا۔ ہیڈ خدمت گار کی قیادت میں ملازم کھانے کی کشتیاں اٹھائے آپہنچے طلبہ بابایاں، فرشی ہارمونیم اور فرنیچر ایک طرف کو کھسکا کر دستر خوان بچھایا گیا۔ کوٹھی کے باورچی خانے میں رنگین پیڑھی پہ بیٹھی، غرارے کے پائینچے پنڈلیوں تک چڑھائے بڑی بٹیا دیگچیوں میں سے کھانا نکلوا رہی تھیں اور سفید دوپٹے سے آنسو خشک کرتی جاتی تھیں۔ اللہ رکھے یہ پہلا موقعہ تھا کہ جوان بیٹے نے اصل خیر سے طرطے والے بنگلے میں محفل آرائی کی تھی۔ باپ اور شوہر بے طرح یاد آرہے تھے۔ ان کے زمانے میں اسی طرح کھانا اندر واندر کر بنگلہ بھجواتی تھیں۔

کھانے کے بعد سب نے ادھر اُدھر آڑے ترچھے لیٹ کر قیلولہ شروع کیا۔ میر حقہ نے شجو سے کہا، "بھیا اب کوٹھی چلیئے۔"

بھیا نے ملتجیانہ نگاہوں سے ان کو دیکھا۔ میر حقہ خاموش ہو گئے دیوار سے ٹیک لگا کر انہوں نے بھی آنکھوں کو موند لیا۔

"پی اور پلاتا جا ساقی ہو خیر تیرے میخانے کی ۔" کوئی پون گھنٹے بعد میر حقہ

www.urduchannel.in

کو ماسٹر فیروز کے فلک شگاف نعرے نے نیند سے چونکا دیا۔ وہ ہڑبڑا کر سیدھے ہو بیٹھے۔ دھاگے کی عینک ناک پر دوبارہ جمائی اور سامنے غور سے دیکھا۔ سرخ فراک میں ملبوس ایک سنہرے بالوں والی لڑکی گلنار کے ساتھ بید کے صوفے پر بیٹھی بیئر پی رہی تھی۔ ماسٹر فیروز فرش پر دوبارہ بادہ نوشی میں مشغول تھے۔ گلنار بائی کوٹھے میں اب تک انٹا غفیل تھیں۔ میر حقّہ نے گھبرا کر ننھو میاں کو پکارا۔ اور اطمینان کی سانس لی۔ ننھو بنّو للّو ننھے چاروں دوسرے کمرے میں "مرزا حماقت بیگ" سے باتیں کر رہے تھے۔ میر حقّہ نے مرزا گڑگڑی کو اشارے سے پاس بلایا اور چپکے سے دریافت کیا "یہ میا کون ہے؟"

"آپ پہچانتے نہیں۔ ہ کمپنی کی ممبر ٹو ایکٹرس ڈھیلا بائی۔"

"چہ خوب۔ نیلی آنکھیں پیلے بال۔ نام ہے ڈھیلا۔ ڈھیلی چال۔ آیا نیا وبال" میر حقّہ نے فوراً تک بندی کی "یہ کب آئی؟"

"ابھی۔ جب آپ اسنا رہے تھے" مرزا گڑگڑی نے جواب دیا "اس کی ماں کلکتہ کی طوائف ہے۔ باپ کوئی گورا سولجر تھا۔ سنا ہے۔ ماسٹر فیروز اس پہ زہر کھاتے ہیں۔ مگر گلنار کی طرح ان دماغ دماغ ساتویں آسمان

پہ پہنچے ہے

www.urduchannel.in

گلنار اور ڈھیلا بائی پاؤں ہلا ہلا کر سہیلیوں کا گیت "الاپ رہی تھیں جھولنے والی ہے۔ رشک گل لالہ جھولا جا کے بلبل تو رگ گل کا بیتا لا جھولا۔

فیروز نے گا کر جواب دیا۔" دیکھ اے پیاری فصل بہاری۔ نہریں ہیں جاری پھول ہے کیاری۔ اِدھر اُدھر یوں جلیت سنا تا آ نا نا۔"

ڈھیلا بائی ناک بھوؤں چڑھا کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔ موتیوں کے بٹوے سے قینچی سگریٹ کی ڈبیا نکال کر ایک خود لیا۔ دوسرا گلنار کو دیا۔ چند کش لئے اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کا تانگہ باہر موجود تھا کسی کو سلام نہ دعا۔

بہت خوب۔ نام چاہے ڈھیلا بائی ہو۔ مگر گوری چمڑی کا رعب یہ بھی جانتی ہیں۔" میر خفقہ نے مرزا صاحب سے کہا۔

کھانے کے بعد ماسٹر اختر آفندی پھر باہر جا بیٹھے تھے اور متفکل مزاجی سے طوطوں کی بہار دیکھ رہے تھے۔ دل شکستہ ماسٹر فیروز نے بیٹی ماسٹر کے پاس جا کر زور سے کہا۔" سالی ـــــ" اور

www.urduchannel.in

چپ ہو گئے۔

للّو نے بڑی لجاجت سے درخواست کی "کچھ سنائیے نا" واقعہ یہ تھا نبردِ صاحب ماہرِ فن گلوکار تھے۔ چونک کر بولے "کیا سنائے ہم سالا۔ ہمارا لک ڈاؤن ہو گیا۔ اسٹار گردش میں ہے"

انہوں نے انگلی گھما کر گردش کی تشریح کی۔ بوتل اٹھائی اور جھوم کر بولے "ہم کیا سنائے گا سالا۔ نرگس کے اشارے ہوتے ہیں پھولوں کا رنگ بدلتا ہے۔ غنچے کی صراحی ڈھلتی ہے۔ لالہ کا پیالہ چلتا ہے سب رند ہیں مست الست پینے سے دست بدست اڑاتے ہیں سب رنگ ترنگ امنگ میں ہر ہر ڈھنگ کے رنگ جماتے ہیں۔ ہاں کاگ اڑے بے لاگ اڑے۔ کچھ راگ اڑے۔ کیا گاتا ہو ——؟ کچھ دھرپت سرپت ٹپا ٹپی یا توم ننا درتا نا ہو۔"

"کچھ دھرپت سرپت ٹپا ٹپی یا توم تنا درنا نا ہو۔" گلزار بائی نے نیند سے چونک کر دہرایا۔ اور پھر سو گئیں۔ چند منٹ بعد اٹھیں آنکھیں مل کر حاضرینِ محفل کو غور سے دیکھا۔ یاد آیا کہاں ہیں۔ بولیں "جیسے

www.urduchannel.in

خوشبو سے بیلا - لوگوں سے میلا - مجرم سے گھات - چاند سے رات
کی بہار ہے۔"

"واہ واہ - سبحان اللہ" مرزا گُڑگڑی نے فوراً تعریف کی۔

اب گلنار ترنگ میں آچکی تھی اور گنگنا رہی تھی - لب جو ہو فرش آب ہو شب ماہ ہو بادہ ناب ہو - گلزار بائی کو شاید اپنی سگڑنانیوں کے میدانِ جنگ کا خیال آیا - کان پر ہاتھ رکھ کر چلائیں گوبھی کا تو قلعہ بنایا - گاجر کا دروازہ شکر قند کی توپ بنائی - لڑے فرنگی راجہ - ارے ترکاری لے لو - مالن آئی بیکانیر سے۔"

فیروزہ نے ان کے رنگ میں بھنگ ڈال دیا - دہاڑ کر لڑکوں سے پوچھا
"باوا لوگ بولو کیا سنیں گا - وہی سنائیں گا۔"

"ہمیں کومک گانے بہت اچھے لگتے ہیں" شبو نے فرمائش کی۔"

"ہریش چندر کا گائن چلے گا؟"

"جی ---؟"

"جی ہاں - جی ہاں - ضرور چلے گا۔" بٹو فوراً بولے۔

www.urduchannel.in

فیروز نے شروع کیا" من میل مٹے۔ نیج بڑھے" سازندوں نے فوراً ایک انگریزی دھن چھیڑی مسٹر بہرام فیروز جوش و خروش سے گاتے رہے "من میل مٹے۔ نیج بڑھے۔ دے رنگ بھنگ کا گھونٹا۔ سو روگ ٹلے۔ سو سوگ جلے۔ اٹھ بھور بہا کے گنگ چڑھا کے بھنگ جانے ایک نرالے ڈھنگ دکھا دے۔ ہر بار لول لم بھولا" "بم بولا" چلاتے ہوئے فیروز اچک کر میز پر چڑھ گئے اور ٹیپ ڈانس کرنے لگے۔ پھر وہیں سے فرمایا۔ اب مرہٹہ نک ناٹک کا وادرہ سناتا ہوں۔ تو اکٹورہ بیچ ڈال۔ دھر لوٹے پہ دھیان۔ سویرے سے پھر چھنے گی۔ تیسرے پہر کو جو کوئی جھاتے جل بھادوں کی کیچ۔ گھر کے جاتے مر گئے اور آپ نشے کے بیچ۔ سویرے پھر چھنے گی۔"

"دنس مورے" للو جی للکارے

"سویرے پھر چھنے گی۔"

اب ماسٹر فیروز نے "مرزا حماقت بیگ" کا مقبول گانا شروع کیا۔

میری جانی شراب۔ ارغوانی شراب آجا تجھے ڈالوں پیٹ میں۔ جی میرا آیا تری لپیٹ میں۔ کوفتے پسندے منگا کر پلیٹ میں۔ تجھ کو پیوں سلیٹ میں

www.urduchannel.in

بار و خطا معاف کر دیں نشے میں - یوں کہتے ہیں - مرزا حماقت بیگ بیگ - چونکہ یار و انسلیبٹ میں -" پھر جفا کیش ڈھیلا بائی یاد آگئی - بولے "تیرے ہجر میں بار مر گئے سسرے سالے - آخر یہ کیا ہے گڑبڑ گھوٹالہ - تو عورت ہے یا عاشقوں کی ستیا ناسی کا مسالہ" اور لڑکھڑا کر میز سے نیچے آن رہے - میر حقّہ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے

چیں بچیں ہو کر گلنار سے کہا "انہیں یہاں سے فوراً چلتا کیجیے"

منّو دوڑے دوڑے باہر گئے - سڑک پہ سے خالی تانگہ پکڑ لائے بے چارے ماسٹر بہرام فیروزہ کو پچھلی سیٹ پہ لاد کر ان کے ہوٹل لے گئے - میر حقّہ نے شبّو سے کہا "اب آپ بھی گھر چلیئے"

"میر صاحب - ہم ایک ناٹک لکھ رہے ہیں - اس کی کاسٹ گلنار بائی کو سنا دیں -؟"

بس پانچ منٹ -" شبّو نے التجا کی -

"اچھا سنا دیجیے"

"شبّو نے کاپی بک اٹھائی اور گلنار سے کہا "ہم ایک ناٹک ..."

www.urduchannel.in

ہاں ہاں سناؤ میاں ۔" گلنار بہت افسردائی کے لہجے میں بولی۔

شجو نے ذرا شرما کر پڑھنا شروع کیا۔

"نہ تانہ پارٹ ۔ ویران جہاں بیگم بہو توتیا نو ۔ بربادی خانم ۔ بیہودہ خاتون ۔"

"بے حجاب بائی مہ لقا اور شامل کر لیجئے ۔" میر حقہ نے ترشی سے کہا۔

شجو کے اوپر سے گذر گئی ۔ رستانے میں محو رہے ۔" احمق نواز جنگ غبی الدولہ ۔ خوفناک سنگھ ۔"

"لالہ بے حساب رائے اور پھرکس نکال سنگھ کا بھی اضافہ کر لیجیے ۔" میر حقہ بولے ۔ سامعین نے شجو کو زور شور سے داد دی ۔ گلزار بائی نے بلائیں لیں ۔

بنیؔ دروازے کے پاس فرش پر ٹانگیں پسارے بیٹھے تھے مگر ان کی نگاہ باہر پڑی اور رنگ سفید پڑ گیا ۔ جھک کر شجو سے کہا " لیے ہم سب کا پھرکس ابھی نکالا جاتا ہے ۔ آپ کے ماما تشریف لے آئے

www.urduchannel.in

۲۴ تاریخ کو آنیوالے تھے۔ پانچ دن پہلے ہی چلے آرہے ہیں۔"

باہر سرخ بجری پر بوٹوں کی چاپ۔ چق اٹھی۔ سید رفاقت حسین بیرسٹر ایٹ لا۔ دروازے میں موجود۔ مع گلنار و گلزار ساری کمپنی سروقد کھڑی ہوئی۔ سب نے جھک جھک کر آداب عرض کیا۔ بیرسٹر صاحب نے سر خم کر کے سب کے سلام کا جواب دیا۔ بھانجے کو دیکھا جو نظریں جھکائے میر حقہ کی پناہ اور آڑ میں کھو گئے تھے۔ بیرسٹر صاحب نے گلنار پر نظر ڈالی۔ دوبارہ محفل کا جائزہ لیا۔ ایک کرسی پر ٹک گئے گلنار سے کہا۔ "تشریف رکھیے۔ آپ کی کمپنی آج کل شہر میں بڑے اچھے کھیل دکھا رہی ہے۔ ہم نے آپ کی بہت تعریف سنی ہے۔"

گلنار نے تسلیم عرض کی۔ اس کا دل دھک سے رہ گیا اور وہ اس طرحدار نو وارد کو دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی۔ اپنی تصویر سے زیادہ صورت دار اور مدمغ مجسم تکبر و نخوت۔ خیر ٹھیک ہے۔ جتنا بھی غرور نہ کریں کم ہے اللہ نے انہیں کیا نہیں دیا۔ شرافت۔ دولت۔ عزت۔ وجاہت اور ہم کون ہیں۔ خدائی خوار اٹھائی گیرے۔ کنجر۔ اس نے خود ہی خود سر ہلایا اور اپنی اور ان کی دنیاؤں کے تفاوت پر متحیر ٹکٹکی باندھے ان کی شکل

www.urduchannel.in

تکتی رہی۔ بیرسٹر صاحب نے ذرا بے آرامی سے پہلو بدلا۔ گلنار سے پوچھا

"آپ لوگوں کو یہاں کسی قسم کی تکلیف تو نہیں۔"

"جی نہیں۔ آپ کی عنایت ہے۔"

گلنار بائی باچھیں کھلائے ہمہ تن توجہ بیٹھی تھیں۔ لیکن بیرسٹر صاحب گلنار کے بجائے لڑکوں کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔ للو جی کے ہاتھ میں کاپیاں دیکھ کر پوچھا "یہ کیا ہے۔؟" اور دونوں کاپیاں ان سے لے لیں۔

للو جی کی کاپی کے اوپر انگریزی میں مرقوم تھا۔ لالہ گھنشام داس رستوگی۔ جماعت دہم امیر الدولہ ہائی اسکول۔ لکھنؤ۔ یو پی۔ انڈیا۔ برٹش ایمپائر۔ ورلڈ۔ نادرن ہمسفر۔ اندر اردو میں لکھا تھا۔

۱۔ پارسی تھیٹریکل کمپنی۔ تماشا ہامان اجی صاحب نتیجہ مل جائیگا ماگا رے گا نی دھاپا ماگا۔

۲۔ تماشا جوہر شمشیر عرف تغلق بنبیظر ہوا حاصل وصال ورے جی ہے نڈھال نیا دل کو ملال کروں کیا میں بیاں وہ ہے نازک دماغ کہیں دیکھے نہ داغ ہووے ٹھنڈا چراغ مرے

www.urduchannel.in

دل کا یہاں کبھی ہو کر بیزار یاں سے ہو دے فرار میری
مٹی ہو خوار اسے پاؤں کہاں۔

۳۔ کرنن تھیٹریکل کمپنی آف بمبئی۔ تماشہ دلفروش۔

تمہیں دول گا داکی کھبریا جان گارے گا ما پا دھا پا ما۔

۴۔ الگزنڈرا تھیٹریکل کمپنی آف دہلی تماشہ چوں چوں کا مربہ
(ربط نہ" میں باورچی کی بیٹی")

میں تو پھر نخرے سے آئی کرتی چہل اور ٹھٹھا سا × ۲ رے
گا رے سا گا ما × ۲۰ رے × ۲۰

۵۔ تماشا لیلے عرف ستارہ منگر بلبا مے ہوتے کنج باغ ہو ساقی
ہو ما ہوش کوئی مخل نہ ہو وہاں باعث حجاب کا۔

۶۔ غزل داغ ۱۳۴

نیاں ماہوش اچھی ہوئی منزل میں رہتے ہیں

۷۔ تماشا فسانہ عجائب عرف خورشید زرنگار۔
(طرز انگیریزی)

دھوبن کی گاڑی اڑائے لئے جائے پلیسے کا لو بھی فرنگبارے

www.urduchannel.in

بابو ذات نہیں دیکھے جمات نہیں دیکھے۔ ایک دم ہی سب کو بٹھائے لئے جائے۔ ہندو مسلمان بھنگی چمار سے ٹکٹ کے پیسے کٹے لئے جائے۔

۸۔ زبان انگریزی دھن دلیس۔ تال کہروا۔ دوگن۔ اگین اگین اگین دین آئی واز سنگل۔ مائی پاکٹ واز ڈنگل

۹۔ امروز دیگرم لبفراق تو شام شد۔

(دھن بہاگ)

بیرسٹر صاحب کا سر گھوم گیا۔ انہوں نے کاپی بک بند کی۔ بھانجے کی کتاب کھولی۔ سید شجاعت حسین۔ جماعت ہفتم کا لون تعلقہ دار اسکول۔ لکھنؤ۔ یو۔پی انڈیا۔ برٹش ایمپائر۔ زنانہ پارٹ۔ ویران جہاں بیگم ہونق بالو۔ بربادی خانم۔ بیہودہ خاتون۔ آنکھوں پہ انگلیاں پھیر کر در یچے سے باہر دیکھا اور کھڑے ہو گئے حاضرین جلسہ فوراً اٹھے۔ بیرسٹر صاحب نے گلنار سے مخاطب ہو کر کہا۔ "معاف کیجئے گا۔ سفر کی تکان ہے۔ ورنہ تھوڑی دیر اور بیٹھتے۔" بھانجے سے بولے۔ " ذرا میرے ساتھ تشریف لائیے۔" اور رجسٹر اٹھا کر باہر۔

www.urduchannel.in

اب شام کے پانچ بج رہے تھے۔ کوٹھی کی برساتی میں ایک فٹن آکر رکی بڑھیا سوٹ پہنے، مونوکل لگائے۔ چرٹ پئے، نوکیلی مونچھوں والے ایک نیوٹو جنٹلمین نے باہر جھک کر برآمدے میں منتظر اور سراسیمہ جمنا مہری کو آواز دی "میاں کو اطلاع کر دو۔

لاٹ صاحب آئے ہیں"

"میاں آپ کا اندر ہی بلا رہے ہیں"

مہری نے جواب دیا۔

کوٹھی کے پچھلے گول چبوترے پر عدالت لگی تھی۔ بیرسٹر صاحب متردد انداز میں سگار پیتے آرام کرسی پر نیم دراز تھے لالہ درگا داس رستوگی شیخ رشید احمد، سب ایڈیٹر اودھ پنچ، میر حفیظ اور مرزا گرگری نیم دائرے میں کرسی نما مونڈھوں بیٹھے تھے چاروں مجرمین۔ شنجو، ننھے بتو اور للو سامنے کھڑے تھے۔

مونوکل والے مہمان کو آتا دیکھ کر بیرسٹر صاحب نے ہاتھ پھیلا کر "آؤ بھائی لاٹ صاحب۔ آؤ۔ بیٹھو۔" اور ایک گہرا سانس لیا۔

لاٹ صاحب یعنی کنج بہاری لعل ماتھر بیرسٹر ایٹ لا نے اپنے نورِ نظر

www.urduchannel.in

لخت جگر برجیس بہاری لعل ماتھر عرف بتو کو شعلہ بار نگاہوں سے گھورا اور خود بھی آہ سرد کھینچ کر ایک مونڈھے پر بیٹھ گئے بہت انگریز آدمی تھے اس وجہ سے حلقۂ احباب میں "لاٹ صاحب" کہلاتے تھے۔

"بیٹھ جائیے" صاحب خانہ نے کڑک کر لڑکوں کو حکم دیا۔ وہ ہڑبڑا کر مونڈھوں کے پچھلی کناروں پر ٹک گئے اور سر جھکا لئے۔

چند سیکنڈ خاموشی چھائی رہی۔ پھر صاحب خانہ بولے "اماں لاٹ صاحب تم کو خوب معلوم ہے اسی شوق نے میرے گھرانے کو برباد کیا۔ دادا جان اور ابا جان ہمیشہ مقروض رہے۔ دولہا بھائی کا علاقہ کورٹ ہوا اور یہ لالہ جی۔ ذرا اپنے سپوت کے کارنامے بھی دیکھیے" انہوں نے للو کے کانوں کی کاپی ان کے والد درگا داس رستوگی کے ہاتھ میں دی اور کہتے رہے "شجاعت حسین صاحب کو کم از کم ایف اے میں ہونا چاہیے تھا۔ دو سال سے ساتویں کلاس میں فیل ہو رہے ہیں اور سنیے کن علوم میں ترقی ملی ہے۔

ویران جہاں بیگم۔ بربادی خانم۔ بیہودہ خاتون" غم و غصے سے سرخ ہو کر دوسری کاپی بک انہوں نے چبوترے سے دور گھاس پر پھینکی

www.urduchannel.in

اور ننھے کے والد شیخ رشید احمد سب اڈیٹر اودھ پنچ کو مخاطب کیا "شیخ صاحب قوم کی نئی پود تھیٹر کے شوق میں غارت ہوتی جا رہی ہے آپ اس کے خلاف قلم کیوں نہیں اٹھاتے؟

اس وقت تک لاٹ صاحب کا دماغ پوری طرح بھنا چکا تھا انھوں نے سید رفاقت حسین کی بات کاٹ کر اپنے فرزند دلبند کو مخاطب کیا۔ کیوں بے۔ گھر چل کر ایسی مرمت کروں گا بچّو کہ۔ ابیں۔ جناب عالی۔ اس کا نام لیجئے ہم تو یہ کوشش کرتے کرتے گھسے جا رہے ہیں کہ اولاد سالی جو ہے وہ انگریزی تہذیب سیکھے۔ آدمی بنے۔ متمدن کہلائے۔ اور یہاں وہی تاک دھنا دھن تاک دھنا دھن۔" طیش میں آکر انھوں نے اپنی چھڑی کو زور سے چبوترے پر پٹخا۔

"کیوں مرزا صاحب۔ تھیٹر کا اور کون کون ڈوم دھاڑی یہاں آتا تھا؟ بیرسٹر رفاقت حسین نے سوال کیا۔

مرزا گڑگڑا کر دست بستہ گڑگڑائے۔" صاحب میں تو اس قوم سے زیادہ واقف نہیں۔ سجھائی بھی کم دیتا ہے۔ نہ تو بندی آتی ہے۔ میر صاحب سے دریافت فرمایئے۔"

www.urduchannel.in

میر حقہ نے عرض کی "میاں۔ ایک تو وہی دونوں ہیں۔ جی ہاں۔ اور ایک ان کے خان صاحب پلیٹی ماسٹر — اور۔"

"پلیٹی ماسٹر کیا ہوتا ہے۔؟"

"حضور وہ جوکن ہرمونیام بجاتے ہیں۔"

آرام کرسی کے پیچھے کھڑے منہ چڑھے بانکے کوچوان نے تفسیر بیان کی۔

میر حقہ بولے "مگر حلفیہ۔ جناب امیرؑ کی قسم۔ بڑی بٹیا کی اجازت سے۔"

"جی ہاں۔ معلوم ہے۔ باجی بیگم اپنے لاڈ پیار میں صاحبزادے کو دو کوڑی کا کر کے چھوڑیں گی۔ ان کی آنکھیں اب تک نہیں کھلیں۔ میں کہاں تک اس ڈوبتی ناؤ کو بچا سکتا ہوں۔ لالہ جی۔ کل سویرے دس بجے تک بنگلہ خالی کروا دیجئے۔"

"بہت بہتر۔"

"اور عزیزی شجو میاں۔ آپ بھی اپنا اسباب باندھنا شروع کیجئے۔ میں کل ہی آپ کا نام کالوِن سے کٹاتا ہوں اور آپ علی گڑھ روانہ

www.urduchannel.in

کرتا ہوں۔"

عدالت برخاست ہوئی۔ چبوترے پر شیخ رشید احمد اور لاٹ صاحب بیٹھے رہ گئے لالہ درگا داس رستوگی، مرزا گرڈ گرڈی اور میر حقہ کچھ فاصلے پر جاکر نیم تلے مسکوٹ میں مصروف ہوئے۔ چند منٹ بعد مرزا صاحب چبوترے پر واپس آئے اور کہا میاں گستاخی معاف ہو تو کچھ عرض کروں۔"

"فرمایئے۔"

میاں بات یہ ہے کہ یہ مس گلنار جو ہیں یہ کوئی گشتی۔ کسبی، خانگی وغیرہ نہیں ہیں بلکہ نیو الفریڈ کمپنی کی مشہور۔۔

مرزا صاحب۔ آپ تو کہتے تھے اس قوم سے واقف نہیں"

جی ہاں مگر ہم نے ان کے بارے میں ایسا ہی سنا ہے۔ اور میاں یہاں یہ از خود تو آئی نہیں۔ بلایا تو آئیں۔ اور پیشگی کرایہ ادا کیا۔ ڈبل اور بنگلہ کرائے پر اکثر اٹھتا ہے۔"

"درست۔ تو پھر۔؟"

"تو میاں۔ ان سے کن الفاظ میں۔ یعنی کس طرح کہا جاوے کہ کل

www.urduchannel.in

صبح دس بجے تک مکان خالی کردو۔"

کہہ دیجئے ابھی دلی سے تار آیا ہے۔ چیدا اہم موکل صبح کی گاڑی سے پہنچ رہے ہیں۔ گیسٹ ہاؤس ان کے لئے چاہیئے۔ اور ہماری طرف سے معذرت کر دیجئے۔"

زچ ہو کر مسٹر ماتھر سے کہا "لاٹ صاحب للہ آپ ہی تبلا ئیے مس گلنار بائی کے قیام و طعام کا میں کس طرح ذمہ دار ہوں ؟"

گلنار مورننگ گلوری کی آڑ میں چھپی عدالت کی پوری کارروائی دیکھ اور سن رہی تھی۔ بیرسٹر صاحب کے چہرے پہ نظریں جما رکھی تھیں۔ اور غصے سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔ ایسی توہین۔ ایسی ناقابل یقین بے عزتی۔ گڑ گڑ ی کو سر جھکاتے بنگلے کی سمت آتا دیکھ کر سرپٹ بھاگی اور اپنے کمرے میں واپس آگئی۔ اگر میرا بس چلے۔ اگر میرا بس چلے اسی وقت سر پہ لگا کر اڑ دوں۔ اور یہاں سے دفان ہوں۔ کالا منہ کر دوں۔

www.urduchannel.in

باب ۵

بُلبُلِ بیمار

گڑگڑی اور حقہ کے سامنے بائی گلزار بائی ہاتھ چلا چلا کر چلائیں۔
ہم۔ ہم بڑے سے بڑے والیان ریاست کے شاہی مہمان خانوں میں ٹھہرائے
جاتے ہیں۔ بڑے بڑے راجوں نوابوں نے ہم پہ اپنے خزانے لٹا دیئے
ذرا جاکر اپنے خر دماغ بالشتڑ سے پوچھو۔ میاں۔ تمہاری اوقات ہی کیا
دو ٹکے کے وکیل۔ ذرا ظہور زمینداری۔ ارے۔ ابھی کل کلاں کو میری
اٹھاوے کی جائداد املاک کا کوئی مقدمہ کھڑا ہووے۔ میں ان کی فیس
ادا کروں تو دوڑے آئیں۔ اور اب ہم سے ہیکڑی کی لیتے ہیں جیسے انکی
نہیں ان کے کام کی۔ ہماری فیس ہمارے کام کی ہم میں ان میں فرق کیا

www.urduchannel.in

کیا ہے۔"

"خدا کے لئے آپا چپ رہو۔" گلنار نے شرم سے پانی پانی ہوکر التجا کی۔

اس سے قبل کہ گلنار اور باقی جو نشے میں آؤٹ تھیں زیادہ فحش کلامی پر اتر آتیں حقہ گڑگڑی وہاں سے کھسک لیے۔ ندامت اور غصّے کی وجہ سے گلنار کی حالت غیر تھی اور وہ پسینہ پسینہ ہوئی جا رہی تھی۔ اس نے منّو کو فوراً پشٹن جی کے پاس پام کورٹ ہوٹل دوڑایا کہ رات کے شو میں ڈھیلا بائی سے جو اس کی اسٹینڈ ان تھی کام کروالیں اور خود جاکر پلنگ پر گر گئی۔

شام ہوئی۔ چراغ جلے۔ بڑی بٹیا نے ہزار معذرت کے ساتھ کھانا بھجوایا۔ جو گلنار نے واپس کر دیا۔ باتھ روم میں جاکر ہاتھ منہ دھویا۔ اماں دن بھر کی تھکی ماندی اور نشے میں غلین ڈرائنگ روم کے غالیچے پر لڑھک رہیں۔ گلنار سگریٹ جلا کر دریچے میں جا بیٹھی۔ رفتہ رفتہ رات کی خاموشی چھا گئی۔ کوٹھی میں پہلے ہی سب کو سانپ سونگھ گیا تھا۔ روشنیاں گل ہوئیں۔ رات کی رانی نے باغ معطر کیا۔ مورتیا

www.urduchannel.in

کی بیل جہاں ختم ہوئی تھی وہاں سے بیرسٹر صاحب کا بیڈ روم دکھلائی دے رہا تھا۔ اس کی روشنی گیارہ بجے تک جلا کی۔

اچانک گلنار کا جی چاہا کہ دھاڑیں مار مار کر روئے۔ شغل وہ کبھی کبھار کرتی تھی۔ اندھیرے میں ٹٹول کر والدہ کی وہسکی سوڈا تلاش کیا۔ گلاس بنایا۔ پھر کھڑکی میں آبیٹھی ایک گھونٹ بھرا۔ آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ ذلت کی زندگی۔ ذلت کی موت۔ ہوا کا جھونکا رات کی رانی کی مہک ساتھ لایا۔ مے ہوئے، گیتیج باغ ہوسا قی ہو ما ہو کش۔ کوئی مخل نہ ہو وہاں باعث حجاب بائی مہ لقا۔ اس جل ککڑے میر حقہ نے فقرا کسا اس دو ٹکے کے منشی کی یہ ہمت۔ ذلت کی زندگی ذلت کی موت۔ تیرے کوچے سے۔ تیرے کوچے سے۔ اتنا غرور۔ اللہ نے مجھے جہاں پیدا کیا وہاں پیدا ہو گئی۔ اس میں میرا کیا قصور۔ روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ اماں بے خبر سو رہی تھیں۔ اٹھ کر منہ دھویا۔ آنکھوں پر چھپکے مارے۔ بیڈ روم کی بتی جلا کر آئینے میں صورت دیکھی۔ جوڑے کے گرد لپیٹ سفید نقلی موتیوں کی مالا اتاری۔ کلکتے میں ایک بار ایک بہت پڑھے لکھے عاشق نے کہا تھا "میڈم۔ تم تو بالکل روسی ورنا کی پٹینگ کے موافق معلوم دیتا ہے۔" بتی

www.urduchannel.in

بجھا کر پلنگ پر اوندھی گر گئی۔ مچھروں نے ستایا تو پھر اٹھی۔ برآمدے میں نکل آئی سامنے ایک کھدی ہوئی کیاری درختوں کے اندھیرے میں قبر کا گڑھا سا معلوم ہو رہی تھی۔ جب بڑھیا ہو جاؤں گی تو کفن کا چونکا۔ کسی واہیات آدمی کسی بوڑھے بد قوارہ میر شکار کا سہارا۔ شاید وہ بھی نہ ملے۔ آپا کی حالت اس بے تکے پن تک۔ مرزا گرہ گڑی ہی کو غنیمت سمجھ رہی تھیں بے چاری آپا۔ اور جب میں مروں گی۔ مروں گی۔ وہ سیڑھیوں پر بیٹھ کر یاد کرنے لگی۔ جب مونگا خالہ مری تھیں۔ اٹھا دے بیں۔ ان کے جنازے کے ساتھ قبرستان کے راستے میں ٹوکروں روٹیاں بانٹتے گئے تھے۔ آپا نے بتایا تھا۔ ہماری برادری کا دستور ہے۔ مرنے والی کی بخشش کے لئے گناہوں کی معافی کے لئے روٹیاں بانٹتے ہیں۔ جھرجھری سی آئی بہت ڈر لگا۔ کیاری کے گڑھے سے نظر بچا کر کمرے میں واپس آگئی۔ غالیچے پر اکڑوں بیٹھ کر ماں کو جھنجھوڑا۔

گلزار بانی آنکھیں بند کئے کئے بنکاریں اری نابکار۔ مُردار۔ سونے دے۔ اوندھی قسمت۔ آگ لگے ۔"

"آپا۔ آپا۔ جب مونگا خالہ مری تھیں۔ ان کے جنازے کے ساتھ

www.urduchannel.in

روٹیاں کیوں بانٹی گئی تھیں۔ جب میں مروں گی میرے جنازے کے ساتھ کتنے من روٹیاں۔"

والدہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھیں جھبڑے کھچڑی بال سمیٹے۔ اندھیرے میں چڑیل معلوم ہو رہی تھیں "جنازہ۔ ہ کس کا۔ ہ آگ لگے کل جبھی حرامزادی۔ مردار کرموں جلی۔ ارے ٹیڑھا موہنہ بنا تو بن جائے نواب الماس محل۔ اور نہ تو کم بخت تیرے یہ نصیب کہ ایک ٹٹ پونجئے وکیل نے کمپنی کے سامنے تری بے عزتی کر دی۔ اپنے نوکروں سے جوتے لگوائے کتیا کے سر پر۔"

اچھا۔ اچھا۔ سو جاؤ۔ سو جاؤ۔" گلنار نے کہا۔ وہ پھر فی الفور فرش پہ ڈھیر ہو گئیں: اور کروٹ بدل کر خراٹے لینے لگیں۔

اب چاند نکل آیا تھا۔ باغ سو رہا تھا۔ تاریک گھنے درختوں میں گھری سفید کوٹھی چاندنی میں چمکنے لگی۔ وہ تازہ ہوا میں سانس لینے کی خاطر با آگئی۔ وہ تازہ ہوا میں ٹہلنے لگی۔ پھر بے اختیار اس کے قدم بیرسٹر کے بیڈ روم کی سمت اٹھے۔ نیچے کرسی کی کوٹھی تھی۔ دبے پاؤں چلتی و کمرے کے کھلے دریچے کے نیچے پہنچ گئی اور سائے میں کھڑی ہو کر اندر جھا کمرہ چاند کی روشنی سے منور تھا۔ چاندنی بیرسٹر صاحب کے حسین و

www.urduchannel.in

چہرے پر پڑ رہی تھی۔ وہ دریچے کی چوکھٹ پر کہنیاں ٹکا کر دلیری سے اندر جھانکنے لگی۔ پھر ہٹ کر بوگن ویلا کے سائے میں کھڑی ہو گئی اور سوچنے لگی۔ قسمت کی ستم ظریفی پیدائش کے اتفاقات۔ میں کون ہوں۔ وہ بھولی معصوم پردہ نشین شریف زادی کون ہے جو مولوی صاحب کے مدرسے میں پڑھ رہی ہے اور اس گلفام کی دلہن بننے والی ہے۔ اور وہ خود کون ہے۔ ہم سب کون ہیں۔ کیا ہیں۔ یہ سارا ماجرا کیا ہے۔ گورکھ دھندا۔ میر حقہ معذرت کر رہے تھے بیرسٹر صاحب اپنے تیز مزاج اور اپنے حالات سے مجبور ہیں۔ تو میں بھی اپنے حالات سے مجبور ہوں۔ تو ناحق ہم مجبوروں پر۔۔

آدھ گھنٹہ گذر گیا۔ وہ اسی طرح دیوار سے ٹکی کھڑی رہی۔ پھر اندر جھانکا۔ مہاراجہ کھڑکیاں کھولو۔ رس کی بوندیں پڑیں۔ بیرسٹر صاحب نے کروٹ بدلی۔ خواب میں بڑبڑائے۔ قربانت شوم۔ سوتے میں بھی حضور کا مزاج سیدھا نہیں ہوتا۔ آو اندر چلی جاؤں۔ پھر ممکن ہے ممکن ہے قسمت بدل جائے۔ جیسے پنا کی قسمت بدلی۔ صرف ایک پل میں کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے۔ انسان یا ادھر یا ادھر۔ جگاؤں۔ اجی صاحب کچھ

www.urduchannel.in

اپنے دل کی کہو۔ کچھ ہمارے دل کی سنو۔ یہ اعتبار نہیں ہم رہے رہے نہ رہے۔ اس لمحے اسے اپنی حالت پہ شدت کا رونا آیا۔ اچانک بجری پہ ادھوری سی جوتوں کی چاپ سنائی دی۔ چوکیدار ی ڈنڈا بجاتا پھاٹک کی سمت سے چلا آ رہا تھا۔ وہ ہڑبڑا کر بھاگی۔ اور بنگلے پہ آ کر دم لیا تیز دوڑنے سے سانس پھول گیا۔ وہ برآمدے کی سیڑھیوں پہ بیٹھ گئی۔ چوکیدار ہو۔ ہو۔" کرتا دوسری طرف نکل گیا۔ چند منٹ بعد وہ اٹھ کر اندر گئی والدہ جاگ گئی تھیں۔ وہ بھی ناک سڑک سڑک کر روتی جاتی تھیں اور کمرے کی تبی جلا کر سامان سمیٹنے میں مصروف تھیں۔ باہر چاند کا اجالا پھیکا پڑتا جا رہا تھا۔ کوئی دم میں مرغ بانگ دیں گے۔ کوچ کا وقت قریب تھا۔ ایک بار پھر کوچ گردی۔ برٹش انڈین ایمپائر کے چھوٹے شہروں میں کمپنی کی چھولداریاں شوقین رؤسا کے مردانے اور بڑے شہروں میں ہوٹل۔

www.urduchannel.in

باب ۶

گلروز رینہ

سوائے ہوٹل ۔ مسوری ۱۹۳۵ء

ولایتی ڈریسنگ گاؤن میں ملفوف ہز ہائی نس بیڈ روم سے نکل کر لاؤنج میں آئے اور زیر لب اشلوک پڑھتے ہوئے دریچے سے باہر دیکھنے لگے جہاں ہوٹل کی سرخ چھتوں کے پرے برف پوش پہاڑ اپریل کے آخری دن کی سرد دھوپ میں جگمگا رہے تھے۔ چند منٹ بعد مہاراجہ صاحب صوفے پر دھم سے بیٹھ گئے اور برابر کے کمرے کی طرف منہ کر کے آواز دی۔

"ڈارلنگ ۔۔۔ ڈارلنگ ۔۔۔"

جواب ندارد۔ عمر رسیدہ مہاراجہ صاحب اتنے فربہ تھے کہ چلنے

www.urduchannel.in

پھرنے میں وقت ہوتی تھی۔ گھنٹی بجائی۔۔ دروازہ کھلا۔ ان کا VALET نمودار ہوا۔

"مہاراج۔"

"میم صاحب کہاں ہیں؟"

"مرزا ہوٹل گئی ہیں۔" "اس وقت؟"

"ان کی مدر کی طبیعت ایک دم خراب ہوگئی۔ ٹیلی فون آیا تھا۔ سرکار آشنان کر رہے تھے۔ مجھ سے کہہ گئی تھیں کہ سرکار کو بتا دوں۔"

"ہمیں تیار کرو۔" "حکم۔"

خدمت گار نے سہارا دے کر مہاراج دھیراج کو پھولدار صوفے سے اٹھایا۔ اندر لے جا کر نفیس ترین اسکاٹش کوٹ پتلون زیب تن کروائی۔ چار خانہ کیپ لگائی۔ راجہ صاحب ملازم کے سہارے باہر آکر زینہ اترے۔ کورٹ بارڈ سے نکل کر رکشا میں بیٹھے۔ مرزا ہوٹل کا رخ کیا جہاں ان کی منظور نظر، پارسی اسٹیج اور خاموش سینما کی نامور اداکارہ گلنار بائی کی ضعیف العمر والدہ بائی گلزار بائی صاحبہ تیرہ سالہ بیٹی گلرو چھوٹا بھائی اور بمبئی کی بولتی فلموں کا ڈانس ڈائریکٹر

www.urduchannel.in

منو، ملازمہ کندن اور گلرُخ کی دیسی عیسائی استانی مس ٹامس مقیم تھیں جس وقت ہز ہائی نس ہوٹل کی نچلی منزل کے کونے والے لاؤنج میں پہنچے بائی گلزار بائی صاحبہ کی طبیعت سنبھل چکی تھی۔ وہ عنابی بنارسی شال میں لپٹی پلنگ پر تکیوں کے سہارے بیٹھی بریکفاسٹ اڑا رہی تھیں پایوں والی ٹرے گلابی ساٹن کے لحاف پر ان کے سامنے دھری تھی۔ گلنار جو ان کا بے حد خیال رکھتی تھی ٹوسٹ پر مکھن اور جام لگا لگا کر انہیں دیتی جا رہی تھی۔ لیکن دونوں ماں بیٹیاں بہت غمگین نظر آتی تھیں اور معلوم ہوتا تھا کہ بہت رو چکی ہیں۔ دریچے کے سامنے میز پر نیلے رنگ کے اونی فراک میں ملبوس گلرخ انگریزی کی تیسری کتاب کا ایک سبق اٹک اٹک کر پڑھنے میں مصروف تھی۔ آدھیڑ عمر کی کالی میم، نیچا سا سفید فراک اور سرخ کارڈیگن پہنے اس کے سامنے بیٹھی تھی۔

ہز ہائی نس کمرے میں داخل ہوئے دھم سے صوفے پر بیٹھ گئے۔ گھبرا کر گلنار سے دریافت کیا "کیا ہوا ــــ؟ خیریت ؟"

گلنار نیپکن سے انگلیاں پونچھ کر ایک کرسی پر ٹکی ـــــــــ خاموش رہی اور گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے سر اوپر نیچے ہلایا۔ مہاراجہ صاحب نے پریشان

www.urduchannel.in

آواز میں کہا "ڈارلنگ ــــ" وہ گلنار پر جان دیتے تھے۔

"آغا صاحب جنت کو سدھارے" گلزار بائی نے منہ چلاتے چلاتے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "میں تو صبح سو کر اٹھی ہی تھی کہ مس صاحب نے اخبار پڑھتے پڑھتے خبر سنائی۔ لاہور میں انتقال ہوا۔"

"نانی کو غش آگیا ــــ" گلرخ نے اپنی کتاب بند کر کے حاشیہ آرائی کی "میں نے گھبرا کر ممی کو فون کیا۔"

"آغا صاحب گذر گئے ــــ او مائی گاڈ" مہاراجہ نے دلی افسوس کے لہجے میں آہستہ سے کہا۔"

"وہ بڑا جینیس آدمی تھا" انہوں نے استانی کو مخاطب کر کے اظہار خیال کیا۔

"یس یور ہائی نس" کالی میم نے منہ ٹیڑھا کر کے جواب دیا "ہم سنا ہے انڈین لوگ ان کو انڈین شیکسپیر بولتا تھا۔"

گلزار اور گلنار نے اپنے کانوں کی لویں چھوئیں اور آنسو خشک کئے۔

"آغا صاحب کی موت" مہاراجہ صاحب نے اپنے آپ سے انگریزی میں کہا "انڈین تھیٹر کے تابوت میں آخری کیل ہے ــــ ڈارلنگ ــــ" اب

www.urduchannel.in

وہ اردو میں گلنار سے مخاطب ہوتے ہے "اتنا غم نہ کرو۔ تمہاری صحت پر بُرا اثر پڑے گا۔"

گلنار اسی طرح چپ چاپ بیٹھی رہی دبیز ریشم کی فیروزی ساری میں ملبوس شانوں پر چیتے کی کھال کا کوٹ ڈالے بے حد دل کش لگ رہی تھی۔ مہاراجہ صاحب کے موروثی خزانہ کا ایک انتہائی بیش قیمت اور نایاب نیلا ہیرا اس کی انگوٹھی میں جگمگا رہا تھا۔

"ممی نے آغا صاحب کے اتنے ڈراموں میں کام کیا۔" گگرو نے مس ٹامس کو بتانا شروع کیا۔ "اسیر حرص — صید ہوس —"

"نہیں۔ سب سے پہلے خوب صورت بلا ——" گلنار بائی نے تصحیح کی —— "اس وقت تو میری گگو صرف بارہ سال کی تھی ——"

مس ٹامس منہ پھیر کر زیر لب مسکرائیں۔

گلنار بائی کہتی رہیں —— "خوب صورت بلا —— پھر یہودی کی لڑکی ——"

"یہودی کی لڑکی کا تو فلم بھی بن گیا۔" گگرو نے چہک کر کہا۔

اے ہاں۔ آگ لگے بولتے فلموں کو۔ کیا ہمارے ناٹکوں کا مقابلہ کریں گے

www.urduchannel.in

پھر تم سمجھو اس عرص اسیر عرص ۔ صید ہوس ـــ سلور کنگ نتر کی حور بن دیوی ۔ وہ زمانے ختم ہوئے۔

وہ زمانے ختم ہوئے۔ اسٹیج کے پرانے ساتھی چھٹ گئے۔ ماسٹر فروز نے شراب پی پی کر جان دے دی۔ اختر آفندی کی آواز بیٹھ گئی۔ ریس کورس پہ سارا جمع جتھا ہار گئے۔ فقیری لے لی۔ اجمیر شریف کی درگاہ پہ جا پڑے۔ ڈھیلا بائی خاموش بائیسکوپ کی مقبول ایکٹرس بن گئی تھی فلمی نام مس ڈولی۔ ٹاکی کے نئے دور میں گلنار کی طرح وہ بھی ناکام رہیں۔ گلنار دو تین ٹاکی فلموں کی ہیروئن بن لی تھیں۔ مگر ریٹائر ہو گئیں۔ اب کام کرنے کی نہ عمر ہے نہ ضرورت۔ اللہ نے بہت دھن دولت دی۔ صندوقچے ہیرے جواہرات سے پٹے پڑے ہیں۔ بڑی محنت کی کمائی ہے۔ بس کفن کا چونگا کر لیا۔

اب اللہ گلرخ کو اسی طرح کامیاب کرے۔ گلنار نے سر اٹھا کر بیٹی کو دیکھا جو پھر انگریزی کا سبق یاد کرنے میں جٹ گئی تھی۔ "جاؤ تمہارے ریاض کا وقت ہے۔" گلنار نے اس سے کہا۔ لڑکی کا دیدہ پڑھائی میں بالکل نہیں لگتا۔ مگر آج کل کے زمانے میں انگریزی کی تھوڑی شد بد بہت ضروری ہے۔ لڑکی فوراً

www.urduchannel.in

اٹھی۔ دروازہ کی طرف بھاگنے لگی۔ گلنار نے فوراً ڈانٹا "ہز ہائی نس سے اجازت لو۔ تسلیم عرض کرو۔" اس عمر میں قدم قدم پر تربیت کی ضرورت ہے ورنہ ڈیرے دار طوائفوں کی شائستگی اور تہذیب کے محض افسانے ہی باقی رہ جائیں گے۔

گلرو ماں کی طرح حسین نہیں۔ سانولی رنگت۔ معمولی ناک نقشہ۔ یاد ہی نہیں پڑتا اس کا باپ کون تھا۔ شاید کوئی مارواڑی تھا۔ مگر پاک پروردگار نے شکل کی کسر آواز سے پوری کر دی۔ ماشاءاللہ کوئل۔ گانے کی باقاعدہ تعلیم لے رہی ہے۔ پانچ چھ سال بعد بمبئی کی سینما انڈسٹری پہ آواز کے بل پر ہی چھا جائے گی۔ انشاءاللہ۔ جب پیدا ہوئی۔ کلکتہ میں دلیوالیہ جوبلی تھیٹر کمپنی کے مشہور ناٹک گلرو زرینہ کو لیسٹن جی خریدنا چاہتے تھے۔ وہ معاملہ تو نہ پٹ سکا گلنار نے لڑکی کا نام گلرو زرینہ البتہ رکھ لیا۔ اللہ مبارک کرے۔

مہاراجہ صاحب اٹھنے کے لئے کسمسائے گلنار نے فوراً ان کے چیمبرلین کو بلایا۔ ماں کو خدا حافظ کہا۔ باہر نکل کر خود دوسری رکشا میں سوار ہوئی دونوں رکشائیں "سوائے" کی طرف چلیں۔

شام کو ہز ہائی نس نے کہا "ڈارلنگ۔ تمہاری طبیعت بہل جائیگی چلو بیک منیز ہو آئیں؟" چنانچہ

www.urduchannel.in

ہیک میز گئی۔ بال روم ناچنے والوں سے کھچا کھچ بھرا تھا۔ وہ دونوں پچھلے چبوترے پر جا بیٹھے۔ ایک نوجوان ہندوستانی جوڑا والٹس کرتے کرتے باہر نکل آیا گلنار نے چونک کر انہیں دیکھا اور سوچا ہمیں تو اللہ نے جہاں پیدا کر دیا وہاں پیدا ہو گئے۔ مگر اب یہ شریف زادیاں کیا کر رہی ہیں۔

چبوترے پر لوگ آ آ کر بیٹھ رہے تھے۔" اچھا۔ مسٹر جسٹس حسین کبھی مسوری آئے ہوئے ہیں" مہاراجہ صاحب اچانک بولے۔ "کون ۔ ؟"

"وہ۔ جو سامنے بیٹھے ہیں۔ وہ سلور گرے بالوں والے۔"

گلنار نے سر اٹھا کر ادھر نظر ڈالی۔ سیدہ رفاقت حسین۔ اب آنریبل مسٹر جسٹس حسین ایک کونے میں بیٹھے اپنے دوستوں سے باتیں کر رہے ہے مہاراجہ صاحب بے چارے مارے موٹاپے کے نہ رقص کر سکتے تھے۔

ہز ہائی نس بال روم میں بیٹھ کر رقص ملاحظہ کرتا ہی ان کے بس کی بات تھی۔" آؤ اندر چلیں۔" انہوں نے تھوڑی دیر بعد گلنار سے کہا۔ وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی چوبدار جو اب تک کرنے میں موجود تھا سامنے آیا۔ سہارا دے کر ہز ہائی نس کو اندر لے گیا۔ وہ پیچھے پیچھے چلی۔ سیدہ رفاقت حسین کی میز کے پاس سے گزری۔ وہ اسی طرح احباب کے ساتھ مصروف گفتگو رہے۔

www.urduchannel.in

باب ۷

جلتی نشانی

لکھنؤ ۱۹۳۹ء - وہ چوک میں کھن کھن جی کی دکان سے نکل رہی تھی۔ برآمدے میں ایک کمر خمیدہ بوڑھا جاتا نظر آیا۔ سیاہ ایرانی ٹوپی۔ سیاہ شیروانی۔ شانے پر مشہدی رومال۔ بے حد چوڑے پائنچے کا میلا سا پائجامہ کمانی دار عینک۔

"مرزا صاحب۔ اے مرزا صاحب!" گلنار نے لپک کر زور سے پکارا۔ مرزا گڑگڑی نے پیشانی پر ہاتھ کا سایہ کر کے آنکھیں چندھائیں۔ غور سے دیکھا۔ "گلنار بائی صاحب! آپ ۔۔۔!"

"تسلیم مرزا صاحب۔ مزاج شریف"

جیتی رہیئے جیتی رہیئے۔ آپ یہاں کہاں۔ آپ تو سنا ہے اب بمبئی میں رہتی ہیں۔

میری لڑکی استاد ندن خاں صاحب سے تعلیم لے رہی ہے۔ اس لئے یہاں آگئی ہوں۔ سبزی منڈی میں کمرہ لیا ہے۔ بے نظیر کے کمرے کے برابر ۔۔۔ آپ کے ہاں سب خیریت ہے؟ آپا آپ کو اکثر یاد کرتی ہیں۔ میرحتر

www.urduchannel.in

کیسے ہیں؟"

"وہ غریب تو اللہ کو پیارے ہوئے۔ ہمارے جو لڑکی دار تھے۔ ہم اکیلے رہ گئے۔ پانچ چھ برس ہو گئے انہیں بھی مرے۔"

"چچ چچ چچ — بڑا افسوس ہوا اور سنائیے۔ تجو میاں تو اچھی طرح ہیں؟"

"آپ نے خوب یاد رکھا۔ جی ہاں اللہ کا کرم ہے۔ راجہ صاحب نے علی گڑھ سے ایف۔ اے پاس کر لیا۔ بیاہ ہو گیا۔ اب ماشاء اللہ سے تین بچوں کے باپ ہیں۔ اپنے علاقے پر رہتے ہیں۔ ہردوئی میں۔ بڑی بٹیا اُن کی والدہ — بھی وہیں تشریف رکھتی ہیں۔ ہمارے کے ہاں — کلائیڈ روڈ پر بھی سب خیریت ہے۔ میاں۔ جج صاحب — کے ہاں خدا کا دیا ایک ہی لڑکا ہے۔ میاں کو بڑی فکر تھی کہ بھیا لکھنؤ میں رہے تو کہیں بُری صحبت میں نہ پڑ جائیں۔ گیارہ سال کے تھے جب میاں نے انہیں ولایت لے جا کر بورڈنگ اسکول میں ڈال دیا۔ دلہن بیگم بہت روئیں پیٹیں۔ مگر میاں کس کی سنتے ہیں۔ اب ہر دوسرے سال جا کر بھیا سے مل آتے ہیں۔ یا بھیا خود چھٹیوں میں ولایت سے تشریف لے آتے ہیں۔ آج کل بھی آئے ہوئے ہیں۔ اب خدا کے فضل سے اٹھارھویں سال میں ہیں۔ کنبے

www.urduchannel.in

میں نسبت ٹھہر گئی ہے۔ بلکہ کل ہی اس کی تقریب ہے۔ ہم اسی سلسلے میں یہاں کچھ خریداری کے لئے آئے تھے۔"

پھر مرزا گڑگڑی گلنار کو خدا حافظ کہہ کر اسی طرح جھکے جھکے ایک دکان کی طرف کو بڑھ گئے۔

جج رفاقت حسین کے خلف الرشید سید شفاعت حسین عرف شفو (جو ونچسٹر پبلک اسکول میں شِفٹ کہلاتے تھے) انگلینڈ سے بھی دو ماہ کے لئے لکھنؤ آتے تو یہاں کے ماحول کی ہر چیز کو حیرت سے دیکھتے۔ بڑے ہو کر ان کے تحیر و استعجاب میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اسی وجہ سے ان کے "الاٹ صاحب چاچا" ان پہ بہت نازاں تھے۔ اور کفِ افسوس ملتے تھے۔ کہ ان کے اپنے بیٹے بتو جی لا مارٹینیر کالج کی تعلیم کے باوجود اُجڈ نکل گئے۔ جناب عالی ہم نے تو چاہا تھا اسے آدمی بناتے۔ تہذیب سکھاتا۔ شفو میاں کو دیکھئے۔ بات چیت چال ڈھال طور طریقے سے بالکل انگریز معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے بور رہے وہی نیٹو کے نیٹو۔ لاٹ صاحب کے صاحبزادے بتو جی یعنی برج بہاری لال ماتھر ڈپٹی کلکٹر اضلاع میں بیوی بچوں کے ساتھ گھاسڑ پاسڑ زندگی گذارتے

www.urduchannel.in

تھے۔ جاڑوں میں لڑکپن کے ساتھی راجہ شجاعت حسین کے ساتھ ترائی کے جنگلوں میں شکار کھیلتے تھے اور اپنے حال میں مگن تھے۔

منگنی کی تقریب کے چند روز کے بعد شفو بھیا بمبئی جا کر اسٹرتھ مور جہاز سے انگلستان روانہ ہونے والے تھے۔ ماہ جون کی ایک تپتی شام کلائیڈ روڈ کی کوٹھی کے پچھلے چبوترے پر اپنے چند ہم عمر رشتے داروں کے ساتھ بیٹھے تھے۔ گرمی سے برا حال تھا اور رشتے دار الکو لکھنو کے عجائب و غرائب سے روشناس کرانے پر تلے ہوتے تھے۔

"چوک میں،" شفو کے خالہ زاد بھائی احمد نے کہا "آج کل بہار آئی ہوئی ہے۔ اگلے وقتوں کی ایک ایکٹرس ہے گلنار بائی۔ اس کی لڑکی ہے حجاب۔ گڑو بانو۔ کیا گاتی ہے۔ بس قیامت ہے۔ چلتے ہو۔ اس کا گانا سنوا لائیں۔"

"جی ہاں۔ اور ڈیڈی کو پتہ چل گیا تو ہمیں الٹا لٹکوا کر پہلے ہماری کھال کھنچوائیں گے پھر اس میں بھوسہ بھر دیں گے۔" شفو نے جواب دیا "یار عجیب بزدل ہو۔ یعنی ان کو دیکھئے انگلستان میں رہتے ہیں۔ سات آٹھ برس سے اور جانے کب تک رہیں گے۔ روم اور پیرس گھوم

www.urduchannel.in

آئے۔ یہاں چپکے سے چوک تک نہیں جا سکتے۔۔۔اماں تمہارے انگلستان پر تین حرف۔ وہاں مرد آدمیوں کو بھی یہ دلی سکھائی جاتی ہے؟

اٹاری پہ گرا رے کبوتر آدھی رات گلگرو نے دادرہ شروع کیا۔ گلنار بائی ٹھسے سے مسند پہ بیٹھی تھیں۔ سامنے پاندان رکھا تھا۔ گلزار بائی گاؤ تکیے سے لگی پوپلے منہ میں مُرمُرے چبا رہی تھیں۔ کمرا خوب ہوادار تھا اور چھت کا برقی پنکھا پوری رفتار سے چل رہا تھا۔ مگر گرمی کے مارے شفاعت حسین کی حالت تباہ تھی۔ وہ کچھ دیر تک دادرے کے بول سنتا رہا پھر چپکے سے اچھو سے پوچھا۔۔۔۔"کبوتر گرا آدھی رات۔۔۔۔کیا مطلب ہے؟"

PIGEON FELL AT MIDNIGHT

اچھو نے سمجھایا۔

"ہاؤ سِلی!" اس نے زیر لب کہا اور اکتا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ یاد آیا۔ تہذیب کا تقاضا ہے جب کوئی گا رہا ہو سب دھیانی یا اکتاہٹ ہرگز ظاہر نہ کرو۔ مغنیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اب اچھو نے غزل کی فرمائش کی گلگرو جب اس مصرعہ پہ پہنچیں ؎

اپنی گلی میں دفن نہ کر مجھ کو بعد قتل

www.urduchannel.in

اختر نے خود ہی چپکے سے شفو کے کان میں ترجمہ کیا

DO NOT BURY ME IN YOUR

LANE AFTER MURRDERING ME

کسر لسیر آداب محفل کے قطعی خلاف تھی۔ گلنار بائی نے گھور کر دیکھا

شف جھینپ کر باہر تاکنے لگا۔ نجی محفل تھی اور ان دونوں لڑکوں

کے علاوہ کمرے میں اور کوئی موجود نہ تھا۔

گلرو دیر تک ریہرسل کرتی رہی۔ شف نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ پرانا

دھرانا فرنیچر۔ چھت میں جالے۔ باہر شکستہ سی بالکنی۔ چوک کے ان ہی

بالاخانوں کے اتنے افسانے ہیں۔ پیرس کا پگال۔ لندن کا سوہو۔ اور اپنے

لکھنؤ کا یہ بوسیدہ گندہ سندھ چوک۔ اس نے اداسی سے سازندوں پر

نظر ڈالی۔ بوتا سارنگی نواز۔ کچھوے نما طبلچی۔ ایک مخنی مخنث سا آدمی

ہارمونیم بجا رہا تھا۔ اختر نے بتایا تھا کہ گلرو کا ماموں ہے۔

غزل کے بعد ٹھمری

ارے پیا کو ملن کیسے جاؤں۔

ہمارے معاشرے میں اتنی افسردگی اتنا رونا پیٹنا کیوں ہے۔ شف سوچ رہا تھا

www.urduchannel.in

پیاں برٹہرت سہوں۔ منتی کرت ہوں۔ ہندوستانی عورت گاتی ہے تب بھی بسورتی ہے۔ غزلیں ہیں تو ان نالہ و فریاد آہ و بکا۔ خون دل۔ درد جگر۔ لاشیں قتل۔ خون۔ کفن۔ دفن مزار۔ قفس۔ صیاد۔ جنون۔ دیوانگی۔ وحشت صحرا بے چارے لارٹ صاحب چاچا ٹھیک تو کہتے ہیں۔ ہمارے ہاں اہل یورپ جیسی بشاشت، سپرتپالی، صحت مندی، جوش حیات ولولہ۔ سرے سے موجود ہی نہیں۔ گلرُو شفِق کی ہم عمر تھی مگر روتی صورت۔ ماں کے چہرے پر بے پناہ حزن۔ سازندے سب مصیبت کے مارے۔ نانی البتہ اس بڑھاپے میں ہشاش بشاش ہٹی کٹی بیٹھی مرمرے کے پھنکے لگا رہی تھیں۔ اسے نانی بہت دلچسپ لگیں۔ کونے میں بیٹھی چیل کی نظروں سے اس کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

شفِق اب بے طرح اُکتا چکا تھا۔ خدا خدا کر کے گانا ختم ہُوا دونوں نوجوان اٹھے۔ احمد نے گلنار بائی سے پوچھا۔ بائی صاحب چند سال ہوئے ایک فلم آئی تھی جلتی نشانی۔ سُنا ہے اس میں آپ نے بھی کام کیا تھا۔

"ہاں بٹیا۔" گلنار نے وقار کے ساتھ جواب دیا۔ "ایک چھوٹا سا رول کیا تھا۔ سینما سے تو میں ریٹائر ہو چکی ہوں۔"

www.urduchannel.in

دروازے کے قریب رکھے ہوئے بوٹ پہننے کے بعد شفق نے خالص انگلش پبلک اسکول لیڈائے اسٹائل میں ایک خفیف سے جھٹکے سے سر خم کرکے گلنار باجی، گلرو اور گلزار باجی سے مصافحہ کیا۔ اچھا اور سازندوں کا شکریہ ادا کیا اور سب کو گڈ نائٹ اور گڈ بائی کہہ کر دروازہ کی طرف بڑھا۔ اجو نے گلنار باجی کے خاصدان میں کچھ رقم رکھنا چاہی انہوں نے بڑی آزردگی سے کہا "میاں تمہارے گھرانے سے ہماری پرانی یاد اللہ ہے۔ ہمیں کانٹوں میں نہ گھسیٹو۔"

تنگ و تاریک زینہ اترتے ہوئے شفق نے اپنے کزن سے دریافت کیا "اجو۔ یہ بے چاری لڑکی جو گا رہی تھی اس نے ناک میں اتنی بڑی رِنگ کیوں پہن رکھی تھی۔؟ اس رنگ سمیت اس نے گانا تو گا لیا مگر کھانا کیسے کھاتی ہوگی؟"

"یار" اجو نے جواب دیا "اب تم سیدھے اپنے ونچسٹر واپس جاؤ۔"

نوجوان کے نیچے اترتے ہی گلنار اور گلرخ بام پر گئیں اور جنگلے پہ جھک کر نیچے دیکھنے لگیں۔ وہ دونوں موٹر میں سوار ہوئے۔ موٹر گلی سے نکلی اور نکڑ پہ جا کر غائب ہوگئی۔ گلنار نے آہستہ سے کہا "بالکل باپ کا ہم شکل ہے اور وہی مزاج ـــ" گلرو نے چونک کر ماں کو دیکھا۔

www.urduchannel.in

باب ۴۸

گردِ باد

لکھنؤ ۔ ۱۹۶۷ء ماہ جون صبح گیارہ بجے کا وقت بوڑھے پھونس جج رفاقت حسین صاحب اور ان کے صاحبزادے سید شفاعت حسین کلا ئیڈ روڈ پر اپنی کوٹھی کے بیرونی برآمدے میں چپ چاپ بیٹھے سامنے تک رہے تھے جہاں ویران باغ میں اینٹوں سے لدے ٹرک کھڑے تھے۔ سیمنٹ کی بوریوں کی گرد اڑ رہی تھی اور راج مزدوروں کا شور مچ رہا تھا — دور دھوپ میں چمکتی سنسان کلا ئیڈ روڈ پر سے اکا دکا سائیکل رکشا یا کار نکل جاتی تھی پھر ایک بگولہ تیزی سے گھومتا سڑک پر سے گذرا۔

زرد پتے گردِ کے اس رقصاں بھنور میں چکر کاٹتے جا رہے تھے سید شفاعت حسین نے آرام کرسی پہ بیٹھے بیٹھے گردن بڑھا کر دیکھنا چاہا کہ بگولہ کتنی دور جا کر کہاں معدوم ہوتا ہے۔ لیکن پل کی پل میں وہ غائب ہو گیا۔

ننفو میاں دوبارہ اپنی سیاسی تقریر کے مسودے کی طرف متوجہ ہوئے جو وہ تیسرے پہر کو اپنی پارٹی کے ماہانہ جلسے میں پڑھنے والے تھے۔ اسے

www.urduchannel.in

لیجئے۔ کم بخت بال پوائنٹ کا ری فل بھی ختم ہو گیا۔ جھنجھلا کر قلم باہر پھینک دیا۔ پھر اجاڑ باغیچے کو تکنے لگے۔ جہاں نئی نئی سرخ اینٹوں کے ڈھیر لگے تھے ان کے والد جج صاحب نے آپ ہی آپ کھولتے ہوئے ایک ہنکارا بھرا اور نیشنل ہیرلڈ اٹھا کر اپنی آنکھوں کے بے حد قریب لے گئے۔

"ڈیڈی ——— پھر پڑھنے لگے؟ کتنی بار آپ کو منع کیا ہے کہ آنکھوں پر زور نہ ڈالئے۔"

"شٹ اپ۔" ڈیڈی نے ڈانٹ بتائی اور لرزاں ہاتھوں سے اخبار کے ورق کھڑکھڑائے۔ جج صاحب ہمیشہ کے غصیلے تھے۔ پیرانہ سالی نے اور زیادہ کٹ کھنا اور ضدی کر دیا تھا۔ صاحبزادے بھی تند مزاج تھے اکثر دونوں باپ بیٹوں میں بات بے تاب جھگڑا ہوا کرتی۔

سید شفاعت حسین عرف شفّو (جن کو باپ اب بھی کبھی کبھی پیار سے شفق پکارتے تھے) ان لوگوں میں سے تھے جنہیں امریکن اصطلاح میں NON ACHIEVER کہا جاتا ہے۔ ان کی زندگی کا آغاز بہت شاندار تھا۔ آگے چل کر ٹائیں ٹائیں فش۔ باپ نے گیارہ برس کی عمر میں انگلینڈ پڑھنے کے لئے بھیجا تھا ۱۹۳۹ء کے موسم گرما میں جب لکھنو آکر واپس گئے اس کے ایک مہینے کے

www.urduchannel.in

اندر جنگ چھڑ گئی۔ جج صاحب نے گھبرا کر براہ آیر لینڈ گھر واپس بلا لیا۔ یہاں پہنچ کر شفق جھلائے جھلائے رہتے اس ملک، اور اس شہر کی ہر چیز دقیانوسی فرسودہ۔ پھیچر۔ یونیورسٹی میں داخل کئے گئے باقی وقت محمد باغ کلب میں انگریزوں کے ساتھ ٹینس کھیلنے میں گذارنے لگتی ہو چکی تھی۔ ماں نے اس خیال سے کہ بیٹے کا دل لگ جائے۔ بیس برس کی عمر میں ہی شادی رچا دی۔ لیکن دولہا انگلش پبلک سکول پڑھائے دلہن مٹی کا مادھو۔ موم کی مریم۔ اللہ کا جی رشفق کا دل ان سے کیا لگتا۔ اِدھر ادھر دو تین عشق کئے۔ وہ بھی ناکام اس ملک کی لڑکیاں تمام جھینپو کم ہمت۔ کوڑھ مغز۔

جس بے دلی سے شادی کی تھی اسی بیدلی سے بی اے ایل ایل بی کر ڈالا۔ وکالت شروع کی۔ وہ چلی نہیں۔ دراصل تحصیل معاش کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ باپ بڑے آدمی دولت وافر۔ شفق اس انتظار میں کلبوں اور پہاڑوں پہ وقت گذارتے رہے کہ انگلستان کے حالات ذرا بہتر ہوں تو واپس چلے جائیں۔ مگر بعد از جنگ انگلستان نے اٹھا کر ہندوستان کو آزاد کر دیا۔ باپ ریٹائر ہو چکے تھے۔ تعلقہ ضبط ہوا آمدنی گھٹنا شروع ہوئی۔ شفق اب پولٹیکس کی طرف متوجہ ہوئے۔ صوبائی الیکشن لڑا۔ باقی ماندہ روپیہ اس میں پھونک دیا۔ الیکشن ہار گئے۔ یعنی ایک تو نقصان

www.urduchannel.in

مایہ دوسرے شماتت ہمسایہ۔ باپ اور دوستوں نے بہتیرا سمجھایا تھا۔ میاں سیاست تمہارے بس کا روگ نہیں۔ مگر باپ ہی کی طرح ضدی۔ کہاں مانتے اب خود اپنی پارٹی بنائی۔ اس میں لگ گئے گردش زمانہ نے ساری صاحبیت نکال دی تھی۔ شیروانی پہنے تانگے پر سوار جگہ جگہ تقریریں کرتے پھرتے تھے آمدنی جس رفتار سے کم ہوئی۔ اسی تیزی سے بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ بیوی اتنی زرخیز اور اولاد کی شوقین کہ آٹھ نونہال پیدا کر کے ہی ریٹائر ہوئیں۔

گرانی بڑھتی جا رہی تھی۔ بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے اخراجات۔ والدین المریض والدین کا مہنگا علاج۔ ظاہری ٹیپ ٹاپ بنائے رکھنے کی فکر۔ مجبوراً کوٹھی کا آدھا حصّہ کرایہ پر اٹھانا پڑا۔ بقیہ پانچ کمروں میں مع خاندان منتقل ہوئے۔ پھر طوطے والا بنگلہ فروخت کیا۔

جس روز طوطے والا بنگلہ بکا ہے مرزا اگر گڑگڑی نے میلے رومال سے آنسو پونچھتے ہوئے بیعنامہ خاموشی سے لاکر ان کی میز پر رکھا۔ ایک پرچے پر صرف اتنا لکھ کر چھوڑ گئے۔ ب۔ ٹ ت۔ ربط ت۔ ب۔ ج۔ یہ مرزا اگر گڑی کے ساتھ ان کے بچپن کا ایک لطیفہ تھا۔

جب کوٹھی کا شمالی قطعہ زمین فروخت کیا گیا۔ مرزا اگر گڑی پیوند خاک ہو

www.urduchannel.in

چکے تھے۔ کوٹھی کا نصف احاطہ خرید کر اس کے نئے مالک نے "ملٹی اسٹوری اپارٹمنٹ بلاک" تعمیر کروانا شروع کر دیا۔ پچھلے دو تین مہینے سے کمپاؤنڈ میں دن بھر ہنگامہ رہتا اینٹوں کے ٹرک۔ راج مزدوروں کا غل۔ اجنبی چہروں کے ہجوم۔ بیرونی برآمدے کے آدھے حصے کے علاوہ بیٹھنے کے لئے اب اور کوئی جگہ باقی نہیں رہی تھی۔ بحالت مجبوری دونوں باپ بیٹے وہیں کرسیاں ڈالے بیٹھے رہتے۔

بہت دنوں تک جیتے رہنے کی ایک سزا یہ ہے کہ بیشتر دوست احباب اور رشتے دار پہلے مر کر تنہا چھوڑ جاتے ہیں۔ جج صاحب کے دکھ سکھ کے ساتھی لاٹ صاحب کو سورگباشی ہوئے دس برس ہوتے آئے۔ وفادار جاں نثار سابق مینیجر لالہ درگا داس رستوگی کو بیکنٹھ سدھارے پندرہ سال ہو گئے۔ باجی بیگم کی وفات کو مدتیں گذر گئیں۔ میر حقہ مرزا گڑگڑی داستانِ پارینہ میں شامل ہو چکے۔ اور بہت سے اسی طرح کے ایک ایک کر کے چل بسے۔ خود اگر دس سال اور جی لئے تو اسّی کے ہو جائیں گے۔ اتنی طویل عمر عذاب ہے۔ خصوصاً جب دماغ اسی طرح حسبِ سابق کام کر رہا ہو۔ جج رفاقت حسین اپنی آنکھوں کے تارے شفقت کی مایوس بے رنگ زندگی اور سب سے بڑے پوتے مجو کی نالائقی دیکھ دیکھ کر بیٹھے کڑھا کرتے۔ اور زیادہ جھنجلاتے۔ سید شفاعت حسین صاحب کے بڑے صاحبزادے پہلوٹھی کی اولاد مجو میاں

www.urduchannel.in

سی عمر اب ماشاء اللہ سے پچیس برس کی تھی۔ تعلیم سے بے نیاز۔ سینما کے شوقین گھس گھس کر تھرڈ ڈویژن میں بی اے کیا۔ ڈنڈے سے بجاتے پھرے آنجہانی لالہ درگا داس رستوگی کے نمک حلال بیٹے گھنشام داس رستوگی عرف للہ جی نے ضلع بریلی میں فیکٹری قائم کی ہے اللہ ان کا بھلا کرے۔ بے چارے آڑے وقت میں کام آئے۔ پرانی وفاداری نبھائی۔ محبوب میاں کو بریلی بلا کر اپنے کارخانے میں ٹیکنیکل ٹریننگ دلوا رہے ہیں۔ وہیں ملازمت بھی دیدیں گے۔

محبوب کے بعد دوسرے نمبر پر ہیں۔ حمیدہ وہ ۲۳ برس کی ہو چکیں۔ بیاہ کا کوئی بند و بست نہیں۔ خیر۔ ابھی کالج میں پڑھ رہی ہیں۔ شجیع میاں کب کے ہردوئی سے پاکستان جا کر ناظم آباد کراچی میں بس گئے۔ انہوں نے اپنے ایک لڑکے کا جو لاہور میں اعلیٰ افسر ہے حمیدہ کے لئے پیغام بھیجا تھا۔ مگر بے چارے جج صاحب پوتی پر عاشق اس کی صورت دیکھ کر جیتے ہیں۔ اسے اتنی دور دوسرے ملک بھیجنا گوارا نہ کیا۔ اب تو خیر ۶۵ کی لڑائی کے بعد وہاں جانے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حمیدہ شکل صورت میں باپ اور دادا پر گئی ہے۔ اور بہت تیز طرار خود سر خود رائے۔ لیکن پڑھنے لکھنے میں وہ بھی پھسڈی۔ سینما اور سیر سپاٹے کی شوقین ان دنوں کالج کی لڑکیوں کے ساتھ کشمیر گئی ہوئی ہے۔

www.urduchannel.in

سید شفاعت حسین نے گھڑی دیکھی۔ لنچ کا وقت قریب تھا۔ کرسی سے اٹھے۔ اتنے میں سیمنٹ کی بوریوں سے لدا ایک ٹرک عین برآمدے کے پاس آکر رکا۔ گرد وغبار کا بادل باپ بیٹوں کو سفید کر گیا۔ جج صاحب نے بڑبڑا کر اخبار سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔

"ڈیڈی اب اندر چلیے۔"

"دیکھئے ۔۔۔ یہ دیکھ لیجیے۔" جج صاحب اخبار بیٹے کے سامنے کر کے برافروختگی سے بولے۔ "آپ قوم کی حالت سدھارنے کی غرض سے تقریریں لکھ رہے ہیں؟ قوم تباہ ہو رہی ہے۔ اسے آپ کی تقریروں کی پرواہ نہیں ۔۔۔ ملاحظہ کیجیے۔ یہ آپ کے احباب، ڈرم دھاڑیوں کے ساتھ فخر سے دانت نکوسے کھڑے ہیں۔ استغفراللہ ۔۔۔"

شفق نے اخبار میں چھپی تصویر پہ نظر ڈالی۔ شہر کے ایک عصرانے میں بمبئی سے آئے ہوئے دو تین نامور فلم اسٹار چند صوبائی وزراء کے ساتھ کھڑے مسکرا رہے تھے۔

"ڈیڈ ۔۔۔ یہاں بہت دھول اڑ رہی ہے۔ اندر چل کر آرام کیجیے۔" شفاعت حسین نے نرمی سے کہا۔

www.urduchannel.in

چلے جائیں گے۔" جج صاحب نے جھلا کر جواب دیا "اب آرام ہی آرام ہے۔ خدا کرے جلد قبرستان پہنچ کر اپنی گور میں آرام کریں۔

جج صاحب نے مرتعش ہاتھوں سے بیٹے کا بازو تھاما۔ "حمیدہ کو واپس بلالو۔ اسے خط لکھو کہ جلد واپس آجائے۔"

"بہت اچھا۔ ڈیڈی۔"

شفاعت حسین اپنے کمرے میں گئے۔ رائٹنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھے دوسرا قلم تلاش کیا۔ دراز میں سے دبیز نیلے کاغذ کا رائٹنگ پیڈ نکالا جس کی پیشانی پر مرحوم تعلقے کا طغرہ ثبت تھا۔ اس آخری پیڈ میں اب تھوڑے سے کاغذ باقی رہ گئے تھے۔ ٹورسٹ ہوسٹل گلمرگ کے پتے پر بیٹی کو انگریزی میں خط لکھنا شروع کیا۔ "میری پیاری بیٹی حمیدہ — میں امید کرتا ہوں کہ تم اپنی چھٹیوں سے لطف اندوز ہو رہی ہوگی۔ لیکن بیٹی تمہارے گرینڈپا تمہیں بہت یاد کر رہے ہیں۔ جلد از جلد واپس آجاؤ۔"

www.urduchannel.in

باب نمبر ۹

دلربا

اردو کے مقبول اور کثیر الاشاعت ماہنامے "فانوس" کے "سیاح" کی ڈائری سے ایک اقتباس۔

" فلمستان سے نکل کر سیاح اپنی کار میں بیٹھا۔ بہت دیر ہو گئی تھی لیکن سیاح نے تہیہ کر لیا تھا کہ آج دلربا کا انٹرویو ضرور حاصل کرے گا چنانچہ اپنی کار میں گلنار بانو کی عالی شان کوٹھی گلستان پر پہنچا۔ گلستان پہ ان دنوں بہار آئی ہوئی ہے۔ گلاب کے پھولوں سے باغ لہلہا رہا تھا۔ روشوں پر جلائتی کتے کھیلتے پھر رہے تھے اندر برساتی میں امپالا اور مرسی ڈیز گاڑیاں کھڑی تھیں پھاٹک پر ہی گورکھے نے سیاح کو بتایا کہ میم صاحب ابھی شوٹنگ سے واپس نہیں آئی ہیں۔ لہٰذا وہاں سے گلنار اسٹوڈیو کا رخ کیا۔

" فانوس کے قارئین کو سب سے پہلے سیاح ہی نے یہ اطلاع دی تھی کہ گلڈ پکچرز کی تازہ فلم میں نئی دریافت دلربا کام کر رہی ہے۔ جب سیاح اسٹوڈیو کے گیٹ کے اندر پہنچا تو بڑی گہما گہمی نظر آئی۔ فلور ۳ پہ شوٹنگ چل رہی تھی۔ سیاح نے اپنا کارڈ مسٹر گلنار کو بھیجا۔ انہوں نے فوراً اندر بلوا لیا

www.urduchannel.in

وہ اپنے خوب صورت ائیر کنڈیشنڈ دفتر میں بیٹھی اپنے چھوٹے بھائی کتھک استاد متّو صاحب سے باتیں کر رہی تھیں۔ دبیز وعریض بلوری میز کے پیچھے دیوار پر ان کی والدہ بائی گلزار بائی مرحومہ کا بڑا پورٹریٹ آویزاں تھا۔ گلنار بانو کچھ بدلی بدلی سی نظر آئیں پچھلی مرتبہ جب ان کو دیکھا تھا انکے بال برف کی طرح سفید تھے۔ آج نیلے! سیاح کا استعجاب دیکھ کر مادام ہنس پڑیں اور بتایا کہ چند ماہ قبل اپنے منجھلے نواسے سے ملنے امریکہ گئی تھیں وہاں اپنی امریکن بہو کے اصرار پہ بال نیلگوں کروا لئے۔ گلنار بانو نے سیاح کو بتایا کہ مغرب میں "گولڈن ایج" والی خواتین اکثر اپنے بال نیلے یا کاسنی رنگوا لیتی ہیں اور بہت ELEGANT معلوم ہوتی ہیں۔

گلنار بانو کی گفتگو بہت دلچسپ ہوتی ہے۔ کہنے لگیں۔ اس دفعہ لندن میں مارلین ڈیٹریخ کا نائٹ کلب شو دیکھ کر میں نے سوچا اُسے ہے ہے یہ بڑی بی اس سن میں یوں جلوے دکھا رہی ہیں میں نے تو سباقی لومڑی کی طرح فقط ہی نیلے رنگوا لئے۔"

سیاح نے یہ سن کر قہقہہ لگایا۔ مادام نے مزید بتلایا کہ وہ ہر سال یورپ یا امریکہ جا کر کچھ عرصہ کسی ہیلتھ فارم پہ گذارتی ہیں۔ اسی وجہ سے ان کی صحت قابل

www.urduchannel.in

رنگ ہے اس وقت بھی، سرمئی رنگ کا امریکن ٹراؤزر سوٹ پہنے، عفیفہ سے امریکن لہجے میں انگریزی بولتی مادام گلنار ایک شاندار شخصیت معلوم ہو رہی تھیں۔ سیاح جس غرض سے آیا تھا اسے فراموش کر کے ان سے باتیں کرتے ہیں پر مجبور رہا۔ تب خود گلنار بانو نے کہا آپ بے بی سے ملنا چاہتے ہیں آیئے اسکے ڈرائنگ روم میں چلیں

" ڈرائنگ روم میں نئی ہیروئن سے ملاقات ہوئی۔ گلنار بانو نے تعارف کراتے ہوئے سیاح کو بتایا کہ یہ فلمی نام بھی انہوں ہی نے رکھا ہے

" دراصل دلربا میڈیم گلنار ہی کی دریافت ہے اسی سال ماہ جون میں میڈیم اور ان کی بیٹی گلرو بانو اپنی کمپنی کی ایک فلم کے آؤٹ ڈور کے لئے گلمرگ گئی تھیں، یہ لڑکی اپنے کالج کے گروپ کے ساتھ وہاں آئی ہوئی تھی ایک روز شوٹنگ دیکھنے آئی۔ گلنار بانو سے ملاقات ہوئی انہوں نے اسے فلم میں کام کرنے کی دعوت دی جو اس نے قبول کر لی

مجھے تو اب بھی یقین نہیں آتا کہ میں اتنی آسانی سے ایک بڑے SANNER کی پکچر میں لے لی گئی دلربا نے سیاح سے کہا

گلنار بانو نے سیاح کو بتایا کہ وہ نصف صدی بلکہ اس سے بھی زیادہ سے فنون لطیفہ میں ہیں پہلے تھیٹر پر خاموش بائیسکوپ پھر ٹاکی۔ اب کلر سینما اور پچھلے پندرہ سال سے خود فلم پروڈیوس کر رہی ہیں۔ لیکن دلربا جیسی باصلاحیت اداکارہ انہوں نے اب تک نہیں دیکھی تھی۔ -

" دلربا نے شرما کر کہا " ممی یہ تو آپ کی ذرہ نوازی ہے۔

" اتنی دیر میں میڈم گلرو بھی کمرے میں آگئیں۔ ان کے تینوں لڑکوں

www.urduchannel.in

نے امریکہ میں تعلیم حاصل کی ہے۔ سب سے بڑا بیٹا ہالی ووڈ میں فلم ڈائریکشن سیکھ کر آیا ہے۔ دلربا کی پکچر وہی ڈائریکٹ کر رہا ہے۔

دلربا نے انٹرویو کے دوران سیاح کو بتایا کہ وہ کہ وہ شمالی ہند کے ایک معزز اور بے انتہا قدامت پرست گھرانے سے تعلق رکھتی ہے بلکہ اس اچانک اطلاع پر کہ اس نے کشمیری سے بمبئی جا کر فلم لائن اختیار کر لی۔ دلربا کے دادا پر فالج کا اثر ہو گیا اور والد کو دو بار ہارٹ اٹیک ہو چکے ہیں۔

"میں ان کو دیکھنے گھر جانا چاہتی تھی۔ لیکن انہوں نے آنے کی اجازت نہیں دی۔ مجھ سے قطع تعلق کر لیا ہے گرینڈ فادر اور ڈیڈی کی علالت کا مجھے بہت افسوس ہے مگر میں آرٹ کی خدمت کرنا چاہتی ہوں۔ اور آرٹ کی خاطر بڑی سے بڑی ذاتی قربانی دینے کے لئے تیار ہوں" اتنے میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر نے کہا کہ شارٹ تیار ہے اور دلربا سیاح کو خدا حافظ کہہ کر چلی گئی۔

گلنار بانو باتوں کی موڈ میں تھیں بتایا کہ دلربا ان کے ساتھ گلستان میں ہی رہتی ہے، میں اور گلرد اسے اپنی اولاد کی طرح دیکھتے ہیں آپ تو جانتے ہیں میری بیٹی گلرو کے ہاں تین لڑکے ہی لڑکے پیدا ہوئے میری والدہ مرحومہ اپنی پرنواسی کا جشن ولادت دھوم دھام سے منانے کا ارمان دل میں لئے دنیا سے رخصت ہو گئیں مگر خدا کا شکر ہے کہ اس نے گلرد کو ایک بنی بنائی بیٹی اور مجھے نواسی عطا کی، اور اس کارساز حقیقی کی قدرت کے قربان جاؤں جس نے ایک بہت طویل مدت کے بعد میرے کلیجے میں ٹھنڈک ڈالی